عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

جلد: ۲۳ — ۱۲تا۱۸/جمادی الثانی ۱۴۲۵ھ مطابق ۳۰/جولائی تا۵/اگست ۲۰۰۴ء — شمارہ: ۱۰

ایمان کا سہارا

اخلاق نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ایک نظر میں

مرزا قادیانی اور "نکاح آسمانی"

Email: editorkn@yahoo.com

Website: http://www.khatme-nubuwwat.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.co

قادیانیوں کی دعوت اور اسلامی غیرت:

س:......ایک ادارہ جس میں تقریباً پچیس افراد ملازم ہیں اوران میں ایک قادیانی بھی شامل ہے اوراس قادیانی نے اپنے قادیانی ہونے کا برملا اظہار بھی کیا ہوا ہے اب وہی قادیانی ملازم اپنے ہاں بچے کی پیدائش کی خوشی میں تمام اسٹاف کو دعوت دینا چاہتا ہے اوراسٹاف کے کئی ممبران اس کی دعوت میں شریک ہونے کو تیار ہیں جبکہ چند ایک ملازمین اس کی دعوت قبول کرنے کو تیار نہیں کیونکہ ان کے خیال میں چونکہ جملہ قسم کے مرزائی مرتد' دائرہ اسلام سے خارج اور واجب القتل ہیں اور اسلام کے غدار ہیں اس لئے ایسے مذہب سے تعلق رکھنے والوں کی دعوت قبول کرنا درست نہیں۔ آپ برائے مہربانی قرآن و سنت کی روشنی میں اس کی وضاحت کریں کہ کسی بھی قادیانی کی دعوت قبول کرنا ایک مسلمان کے لئے کیا حیثیت رکھتا ہے؟ تاکہ آئندہ کے لئے اسی کے مطابق لائحہ عمل تیار ہو سکے۔

ج:......مرزائی کافر ہونے کے باوجود خود کو مسلمان اور دنیا بھر کے مسلمانوں کو کافر اور حرامزادے کہتے ہیں۔ مرزا غلام احمد قادیانی کا کہنا ہے کہ: ''میرے دشمن جنگلوں کے سور ہیں اوران کی عورتیں ان سے بدتر کتیاں ہیں۔'' جو شخص آپ کو کتا' خنزیر' حرامزادہ اور کافر یہودی کہتا ہو اس کی تقریب میں شامل ہونا چاہئے یا نہیں؟ یہ فتویٰ آپ مجھ سے نہیں بلکہ خود اپنی اسلامی غیرت سے پوچھئے۔

قادیانی نواز وکلاء کا حشر:

س:......کیا فرماتے ہیں علمأ دین ومفتیان شرع متین اس مسئلے میں کہ ایک علاقہ میں قادیانیوں نے کلمہ طیبہ کے پوسٹر اپنی دکانوں پر لگا کر کلمہ طیبہ کی توہین کی' اس حرکت پر وہاں کے علمأ کرام اور غیرت مند مسلمانوں نے عدالت میں ان پر مقدمہ دائر کر دیا اور فاضل جج نے ان قادیانیوں کی ضمانت کو مسترد کرتے ہوئے انہیں جیل بھیج دیا۔ اب عرض یہ ہے کہ وہاں کے مسلمان وکلاء صاحبان ان قادیانیوں کی پیروی کر رہے ہیں اور چند پیسوں کی خاطر ان کے ناجائز عقائد کو جائز کرنے کے لئے جدوجہد کر رہے ہیں۔ ان وکلاء صاحبان میں ایک سید ہے۔ برائے کرم قرآن اور احادیث نبویؐ کی روشنی میں تفصیل سے تحریر فرمائیں کہ شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی رو سے ان وکلاء صاحبان کا کیا حکم ہے؟

ج:......قیامت کے دن ایک طرف محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کیمپ ہوگا اور دوسری طرف مرزا غلام احمد قادیانی کا۔ یہ وکلاء جنہوں نے دین محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف قادیانیوں کی وکالت کی ہے قیامت کے دن مرزا غلام احمد قادیانی کے کیمپ میں ہوں گے اور قادیانی ان کو اپنے ساتھ دوزخ میں لے کر جائیں گے۔ واضح رہے کہ کسی عام مقدمے میں کسی قادیانی کی وکالت کرنا اور بات ہے لیکن شعائر اسلامی کے مسئلہ پر قادیانیوں کی وکالت کے معنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف مقدمہ لڑنے کے ہیں۔ ایک طرف محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دین ہے اور دوسری طرف قادیانی جماعت ہے۔ جو شخص دین محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں قادیانیوں کی حمایت اور وکالت کرتا ہے وہ قیامت کے دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں شامل نہیں ہوگا' خواہ وہ وکیل ہو یا کوئی سیاسی لیڈر یا حاکم وقت۔

مرزائیوں سے تعلقات رکھنے والے کا حکم:

س:......ایک شخص مرزائیوں (جو بالاجماع کافر ہیں) کے پاس آتا جاتا ہے اوران کے لٹریچر کا مطالعہ بھی کرتا ہے اور بعض مرزائیوں سے یہ بھی سنا گیا ہے کہ یہ ہمارا آدمی ہے یعنی مرزائی ہے' مگر جب خود اس سے پوچھا جاتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ ہرگز نہیں بلکہ میں مسلمان ہوں اور ختم نبوت اور حیات و نزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت مہدی علیہ الرحمۃ اور فرضیت جہاد وغیرہ تمام اسلامی عقائد کا قائل ہوں اور مرزائیوں کے دونوں گروہوں کو کافر' کذاب' دجال اور خارج از اسلام سمجھتا ہوں تو کیا وجوہ بالا کی بنا پر اس شخص پر کفر کا فتویٰ لگایا جائے گا؟ اگر از روئے شریعت وہ کافر نہیں ہے تو اس پر فتویٰ کفر لگانے کے بارے میں کیا حکم ہے؟ جبکہ ان کے عقائد مذکورہ معلوم ہونے پر بھی تکفیر کرتا ہو اور کفار والا ان کے ساتھ سلوک کرتا ہو اور اس کی نشر و اشاعت کرتا ہو؟

ج:......ایسے شخص سے اس کے مسلمان رشتہ دار بائیکاٹ کریں' سلام وکلام ختم کریں' اس کو علیحدہ کر دیں اور بیوی اس سے علیحدہ ہو جائے تاکہ یہ شخص اپنی حرکات سے باز آئے۔ اگر باز آ گیا تو ٹھیک ہے ورنہ اس کو کافر سمجھ کر کافروں جیسا معاملہ کیا جائے۔

سرپرست اعلیٰ
حضرت خواجہ خان محمد زید مجدہٗ
سرپرست
حضرت سید نفیس الحسینی دامت برکاتہم

ہفت روزہ ختمِ نبوۃ

جلد:۲۳ شمارہ:۱۰ ۱۲تا۱۸/ جمادی الثانی ۱۴۲۵ھ مطابق ۳۰/ جولائی تا ۵/ اگست ۲۰۰۴ء

مدیر اعلیٰ
مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ
مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر
مولانا اللہ وسایا

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
امام اہل سنت حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
مولانا عبدالرحیم اشعرؒ

مجلس ادارت

مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر
مولانا نشیر احمد
صاحبزادہ مولانا عزیز احمد
علامہ احمد میاں حمادی
مولانا نذیر احمد تونسوی
مولانا منظور احمد الحسینی
مولانا سعید احمد جلال پوری
صاحبزادہ طارق محمود
مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
سید اطہر عظیم
سرکولیشن منیجر: محمد انور رانا
ناظم مالیات: جمال عبدالناصر شاہد
قانونی مشیران: حشمت حبیب ایڈووکیٹ، منظور احمد میو ایڈووکیٹ
ٹائٹل ورز ائن: محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان

اِس شمارے میں

اداریہ		4
اخلاق نبوی صلی اللہ علیہ وسلم.....ایک نظر میں	(مولانا محمد احمد)	6
ایمان کا سہارا	(مولانا نور عالم خلیل امینی)	9
حضرت مولانا منظور احمد چنیوٹی	(مولانا اللہ وسایا)	15
مرزا قادیانی اور نکاح آسمانی	(مولانا محمد اقبال)	20
اخبار عالم پر ایک نظر		26

زرتعاون بیرون ملک: امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۰ ڈالر۔
یورپ، افریقہ: ۷۰ ڈالر۔ سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۶۰ امریکی ڈالر

زرتعاون اندرون ملک: فی شمارہ: ۷ روپے۔ ششماہی: ۱۷۵ روپے۔ سالانہ: ۳۵۰ روپے
چیک۔ ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت۔ اکاؤنٹ نمبر 8-363 اور اکاؤنٹ نمبر 2-927 الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ کراچی پاکستان ارسال کریں

لندن آفس:
35, Stockwell Green,
London, SW9 9HZ U.K.
Ph: 0207-737-8199

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۵۸۳۴۸۶۔۵۱۴۱۲۲، فیکس: ۵۴۲۲۷۷
Hazori Bagh Road, Multan.
Ph: 583486-514122 Fax: 542277

الدفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی۔ فون: ۷۷۸۰۳۳۷، فیکس: ۷۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A. Jinnah Road, Karachi.
Ph: 7780337 Fax: 7780340

ختم نبوۃ

اداریہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

انیسویں سالانہ ختم نبوت کانفرنس برمنگھم...... الحمدللہ! تیاریاں مکمل ہوگئیں

۱۱/ستمبر ۲۰۰۱ء کے بعد امریکہ اور یورپی ممالک میں مسلمانوں کے لئے حالات خاصے کشیدہ ہوئے اور ہر مسلم تنظیم اور جماعت کے لئے دینی کام کرنا بہت مشکل ہوگیا حتیٰ کہ تبلیغی جماعت تک کے کام پر خفیہ اداروں کی نگاہیں مرکوز ہوگئیں۔ بعض اداروں اور جماعتوں نے اپنے کام کا انداز بدل لیا تاکہ وہ حالات کی کشیدگی کا شکار نہ ہوں لیکن ایسے نامساعد حالات میں بھی بیشتر مذہبی جماعتوں نے عزیمت کا راستہ اختیار کرتے ہوئے اپنے کام کو اپنے سابقہ انداز میں جاری رکھا اور تمام تر تفتیش اور تحقیقات کا کھلے عام سامنا کیا جس نے واضح طور پر یہ ثابت کردیا کہ دینی کام کرنے والی جماعتیں اپنے کاز اور مقاصد کو پیش نظر رکھتی ہیں اور نامساعد حالات کا مقابلہ کرنا ان کی فطرت میں شامل ہے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی تو تاریخ ہی عزیمت اور قربانیوں سے پُر ہے۔ برصغیر پاک و ہند میں جب علمائے کرام کو قادیانیت کی خلاف اسلام تحریک کا سامنا کرنا پڑا۔ اس وقت برصغیر پر انگریز حکمران تھے اور اتفاق یہ ہے کہ اس وقت تحریک آزادی کی قیادت بھی علمائے کرام ہی کررہے تھے۔ اس بناپر حکومت کی نظروں میں علمائے کرام کی ایک ایک حرکت حکومت کے عدم استحکام کا باعث تھی۔ اس لئے وہ حکومت کی کڑی نظروں میں تھے۔ ایسے وقت میں ان علمائے کرام نے شعبہ تحفظ ختم نبوت کے تحت عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کا کام شروع کیا تو حکومت نے اس تحریک کو اپنے خلاف سمجھا اور قادیانیوں کی بھرپور پشت پناہی کی۔ شعبہ تحفظ ختم نبوت کے زعماء امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ' قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ' مولانا محمد علی جالندھریؒ' مولانا لال حسین اخترؒ' شیخ حسام الدینؒ' مولانا محمد حیاتؒ' ماسٹر تاج الدین' اور دیگر علمائے کرام و اکابر نے جیل کی صعوبتوں اور عدالتی کارروائیوں کا بھرپور مقابلہ کیا اور آخرکار اپنے قول و فعل سے واضح کردیا کہ عقیدۂ ختم نبوت کا تحفظ عقائد اور دین کی بنیاد پر ہے' سیاسی مفادات یا وقتی مصالح کا اس سے کوئی تعلق نہیں اور آخرکار اس وقت کی حکومت کو شعبہ تحفظ ختم نبوت کے اس موقف کو تسلیم کرنا پڑا۔ قیام پاکستان کے بعد پاکستانی حکومت میں شامل وزیر خارجہ ظفر اللہ قادیانی نے حکومت کو یہ پٹی پڑھانے کی کوشش کی کہ عقیدۂ ختم نبوت کا تحفظ ایک لبادہ ہے' دراصل اس کی پشت پر حکومت مخالف اور پاکستان مخالف منصوبہ کارفرما ہے۔ ختم نبوت کے زعماء نے اس وقت کی ملکی قیادت نوابزادہ لیاقت علی خان' سردار عبدالرب نشتر سے ملاقات میں واضح کیا کہ عقیدۂ ختم نبوت مسلمانوں کا بنیادی عقیدہ ہے' اس کا سیاسی میدان سے کوئی تعلق نہیں۔ حکومتی ارکان کے سامنے اس موقف کے واضح ہونے کے بعد تحفظ ختم نبوت کے کام میں رکاوٹیں کچھ کم ہونے کا امکان پیدا ہوا مگر قادیانی لابی نے حکومتوں کو ناکام بنانے اور وزیر اعظم نوابزادہ لیاقت علی خان کو شہید کرانے میں اہم کردار ادا کیا۔ اس واقعہ کے بعد قادیانیوں کے حکومت میں عمل دخل اور انہیں غیر مسلم قرار دلوانے کے مطالبہ نے زور پکڑا لیکن اس وقت تک حکومت میں قادیانی زور پکڑ چکے تھے جس کے نتیجہ میں ۱۹۵۳ء میں ہزاروں جاں نثاران ختم نبوت اس وقت کی حکومت کے ظالمانہ اقدامات کا شکار ہوکر شہادت کے مرتبے پر فائز ہوگئے۔ ۱۹۷۴ء میں ایک عظیم تحریک کے نتیجہ میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا۔ ۱۹۸۴ء مین مسلمانوں کی بے مثال جدوجہد کے ثمرات کے طور پر قادیانیوں کے خلاف قوانین کا نفاذ عمل میں آیا اور امتناع قادیانیت آرڈیننس جاری ہوا۔ اس واقعہ کے بعد مرزا طاہر انگلینڈ فرار ہوگیا اور اس نے وہاں قادیانی مرکز کی بنیاد ڈالی۔ علمائے کرام نے قادیانیت کا تعاقب انگلینڈ میں بھی جاری رکھا۔ لندن میں ختم نبوت کے مرکز کی بنیاد رکھی گئی اور سالانہ ختم نبوت کانفرنس کے انعقاد کا سلسلہ شروع ہوا۔ انیسویں سالانہ ختم نبوت کانفرنس برمنگھم اسی کا تسلسل ہے۔ امسال اس کانفرنس برمنگھم میں دنیا بھر کے علمائے کرام اور اسکالرز کو شرکت کی دعوت دی گئی ہے۔ کانفرنس کے انعقاد کے سلسلے میں حسب سابق

ختم نبوۃ

مختلف قافلوں نے شیخ المشائخ خواجہ خواجگان حضرت اقدس مولانا خواجہ خان محمد مدظلہ‘ مولانا منظور احمد الحسینی‘ مولانا اللہ وسایا‘ مولانا صاحبزادہ عزیز احمد‘ مولانا عبدالرؤف ربانی‘ قاضی احسان احمد اور دیگر علمائے کرام کی سربراہی میں پورے برطانیہ کا دورہ کیا اور مسلمانان برطانیہ کو عقیدۂ ختم نبوت کی عظمت‘ قادیانیوں کی خلاف اسلام سرگرمیوں‘ مسلمانوں کو مرتد بنانے اور اسلام سے برگشتہ کرنے کے ان کے جارحانہ اقدامات اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن سے مسلمانوں کا رشتہ کاٹنے کی ان کی کوششوں سے مسلمانوں کو آگاہ کرتے ہوئے ان کو تلقین کی کہ ویب سائٹ‘ ٹی وی چینل اور سماجی اور رفاہی سرگرمیوں اور نوکریوں وغیرہ کے لالچ کے ذریعہ قادیانی گروہ نئی نسل کو گمراہ کرنے کے لئے بہت تیزی سے مصروف عمل ہے‘ اس لئے تمام مسلمان عام مسلمانوں بالخصوص نئی نسل کو ان کی خلاف اسلام سرگرمیوں سے بچانے کے لئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مشترکہ پلیٹ فارم سے جدوجہد کریں تاکہ نئی نسل کے دین و ایمان کی حفاظت کی جاسکے اور اس سلسلے میں مکمل آگاہی حاصل کرنے کے لئے انیسویں سالانہ ختم نبوت کانفرنس برمنگھم میں ضرور شرکت کریں۔ اس دوران لندن‘ راڈھرم‘ بریڈفورڈ‘ راچڈیل‘ بولٹن‘ مانچسٹر‘ ڈنڈی‘ لیسٹر‘ ہڈرزفیلڈ‘ ڈیوزبری‘ لنکاسٹر‘ بلیک برن‘ کراؤلے‘ گلاسگو‘ ویکفیلڈ‘ سمیت متعدد شہروں میں علمائے کرام کے خطابات ہوئے۔ جمعیت علمائے برطانیہ سمیت تمام برطانیہ میں کام کرنے والی تمام مسلم تنظیموں اور ان سے وابستہ علمائے کرام نے کانفرنس کو کامیاب بنانے کے سلسلے میں اپنا کردار ادا کیا۔ ان تیاریوں کے بعد اب کانفرنس انشاء اللہ اپنی پوری آب وتاب کے ساتھ یکم اگست بروز اتوار سینٹرل جامع مسجد برمنگھم میں منعقد ہورہی ہے۔ شیخ المشائخ خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد دامت برکاتہم العالیہ انشاء اللہ کانفرنس کا افتتاح فرمائیں گے جس سے انشاء اللہ حضرت مولانا فضل الرحمٰن‘ حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر‘ مولانا صاحبزادہ عزیز احمد‘ مولانا منظور احمد الحسینی‘ مولانا عبدالرشید ربانی‘ حافظ محمد نگین‘ حافظ اکرام الحق ربانی‘ قاری عبدالحمید بیلجیئم‘ مولانا مشتاق الرحمٰن جرمنی‘ مولانا محمد سلیم دھورات‘ مفتی خالد محمود اور دیگر حضرات کے خطابات متوقع ہیں۔ کانفرنس میں حسب سابق انگلینڈ کے مختلف شہروں سے مسلمان کوچوں اور گاڑیوں میں جلوسوں کی شکل میں پہنچیں گے۔ توقع ہے کہ امسال بھی یہ اجتماع اپنے شرکاء کی تعداد کے لحاظ سے یورپ میں مسلمانوں کا سب سے بڑا اجتماع ثابت ہوگا جس میں ہزاروں جاں نثاران ختم نبوت شرکت کریں گے۔ کانفرنس میں عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت اور اس کا تحفظ‘ مسیلمہ کذاب سے لے کر مرزا غلام احمد قادیانی تک جھوٹی مدعیان نبوت کے خلاف اسلام عقائد کی وضاحت‘ قادیانیوں کے کفریہ عقائد‘ نزول عیسیٰ علیہ السلام‘ انبیائے کرام علیہم السلام کی عظمت‘ نبی آخرالزمان صلی اللہ علیہ وسلم کی شان‘ اسلام امن ومحبت کا دین‘ اسلامی تشخص اجاگر کرنے کی اہمیت‘ نئی نسل کے ایمان کی حفاظت‘ دعوت وتبلیغ کا فریضہ اور مسلمانوں کو اپنے کردار سے غیر مسلموں کو دین اسلام کی دعوت دینے کی ضرورت جیسے اہم موضوعات پر علمائے کرام اظہار خیال کریں گے۔

ضروری اعلان

ہفت روزہ ''ختم نبوت'' کے اندرون وبیرون ملک کے تمام قارئین کے نام بقایاجات کی ادائیگی کے سلسلے میں یاددہانی کے خطوط ارسال کئے جاچکے ہیں۔ جن حضرات کے نام بقایاجات واجب الادا ہیں وہ فوراً اپنی رقم بنام ہفت روزہ ''ختم نبوت'' کراچی بذریعہ منی آرڈر‘ چیک یا ڈرافٹ ارسال فرماکر ممنون فرمائیں۔ پنجاب کے بعض علاقوں سے یہ شکایات موصول ہورہی ہیں کہ پوسٹ مین اضافی چارج وصول کرتے ہیں جبکہ ہفت روزہ ختم نبوت رجسٹرڈ رسالہ ہے جسے پاکستان پوسٹ آفس کی جانب سے ڈاک کے رعایتی نرخ یعنی ایک روپے کے ڈاک ٹکٹ کی سہولت حاصل ہے۔ قارئین کرام سے گزارش ہے کہ رسالہ پر ایک روپے کا ڈاک ٹکٹ لگے ہونے کی صورت میں کسی قسم کا اضافی چارج ڈاکیہ کو ہرگز نہ دیا جائے۔

نوٹ: خط وکتابت کرتے وقت اپنے خریداری نمبر کی وضاحت ضرور فرمائیں۔ (ادارہ)

ختم نبوۃ

آپؐ کا تبسم:

حضرت عبداللہ بن حارثؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ تبسم کرنے والا کوئی نہیں دیکھا۔ (ایضاً)

آپؐ کا عفو و درگزر:

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک دیہاتی ملا' جس نے آپؐ کی چادر پکڑلی' پھر اس کو بڑی سختی سے کھینچا' میں نے جو آپؐ کی گردن مبارک دیکھی تو اس پر زور سے کھینچنے کی وجہ سے چادر کے کنارے کے نشانات پڑ گئے تھے' پھر اس اعرابی نے کہا: اے محمدؐ! اللہ کا جو مال تمہارے پاس ہے' اس میں سے مجھے دینے کا حکم دو' آپؐ نے اس کی طرف رخ کیا اور ہنس پڑے اور حکم دیا کہ اسے مال دیا جائے۔ (ایضاً)

جو دشمن کو سینے سے اپنے لگا لے:

کفار مکہ تیرہ سال تک سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے نام لیواؤں کو ستاتے رہے' ظلم و ستم کا کوئی حربہ ایسا نہ تھا جو انہوں نے ان پرستاران حق پر نہ آزمایا ہو' حتیٰ کہ اہل حق گھر بار اور وطن چھوڑنے پر مجبور ہو گئے اور پھر مدینہ منورہ میں بھی آٹھ سال تک انہوں نے اہل حق کو اطمینان سے نہ بیٹھنے دیا' ۸ ہجری میں مکہ فتح ہوا تو اسلام کے بدترین دشمن مکمل طور پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے رحم و کرم پر تھے اور آپؐ کا ایک اشارہ ان سب کو خاک و خون میں لوٹا سکتا تھا' لیکن ہوا کیا؟ آپؐ نے تمام جباران قریش سے جو آپؐ کے سامنے خوف اور ندامت سے سر جھکائے کھڑے تھے' پوچھا: ''تمہیں معلوم ہے کہ میں تمہارے ساتھ کیا معاملہ کرنے والا ہوں؟'' انہوں نے دبی زبان سے جواب دیا: اے صادق! اے امین! تم ہمارے شریف بھائی اور برادرزادے (بھتیجے) ہو' ہم نے تمہیں ہمیشہ رحم دل پایا ہے' رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر ایک شفقت بھری نگاہ ڈالی اور فرمایا: ''جاؤ' آج تم پر کچھ الزام نہیں' تم سب آزاد ہو۔'' (سیرت النبیؐ)

تحمل کی انتہا:

زید بن سعبہ یہودی عالم تھا' اس نے آنے والے برحق نبی کی نشانیاں اپنی کتابوں میں پڑھی ہوئی تھیں' اس نے کہا کہ میں نے محمدؐ کے چہرے پر نبوت کی ساری علامات دیکھ لی ہیں' مگر دو علامتیں اب تک نہیں دیکھیں: ایک یہ کہ اس کی برداشت اس کے غصہ سے زیادہ ہوگی' دوسرا یہ کہ غصہ اس کی برداشت کو اور زیادہ کرے گا۔ چنانچہ اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا امتحان اس طور پر لیا کہ ان سے کھجوروں کی خرید و فروخت کا معاملہ کیا کہ فلاں متعین دن آپؐ سے کھجوریں لوں گا اور قیمت دے دی۔ وہ کہتا ہے کہ میں متعین دن کے آنے سے دو تین دن پہلے ہی چلا گیا اور میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گریبان سے آپ کو پکڑا اور غصے سے آپ کو دیکھا اور کہا: اے محمدؐ! کیا تو مجھے میرا حق نہیں دے گا؟ اللہ کی قسم! اے بنی عبدالمطلب! تم بڑے ٹال مٹول کرنے والے ہو' اور میں تمہیں خوب جانتا ہوں۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا: اے اللہ کے دشمن! میں کیا سن رہا ہوں؟ تو اللہ کے رسولؐ سے کیا کہہ رہا ہے؟ بخدا! اگر ایک چیز کے چلے جانے کا خوف نہ ہوتا تو میں تیرا سر اپنی تلوار سے اڑا دیتا' اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پورے سکون' اطمینان اور مسکراہٹ سے حضرت عمرؓ کو دیکھ رہے تھے' آپؐ نے فرمایا: اے عمرؓ! میں اور یہ شخص کسی اور چیز کے محتاج ہیں' تجھے چاہئے کہ مجھے اچھے طور پر ادائیگی کا حکم کر اور اسے اچھے طور پر تقاضا کرنے کا۔ اے عمرؓ! جاؤ اور اسے اس کا حق دے دو اور جو تم نے اسے ڈرایا اس کے بدلے اسے بیس صاع زیادہ دے دو (جو کہ ڈیڑھ من سے کچھ زیادہ بنتا ہے) تو حضرت عمرؓ نے اسے دے دیا۔ زید بن سعبہ نے کہا: اے عمرؓ! میں نے آپؐ کے چہرے پر ساری علامات دیکھ لی تھیں مگر دو علامتوں کو اب تک نہیں دیکھا تھا (جواب دیکھ لیا)' لہٰذا میں تجھے گواہ بناتا ہوں کہ میں بخوشی اللہ تعالیٰ کو رب' اسلام کو دین اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی مانتا ہوں۔ (حاکم' ابونعیم' ابن کثیر' البدایہ)

آپؐ کی حیاء:

حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ حضورؐ شرم و حیاء میں ایک پردہ نشین کنواری لڑکی سے بھی بڑھے ہوئے تھے اور جب آپ کسی چیز کو ناپسند فرماتے تھے تو ہم اس بات کو آپؐ کے چہرے سے پہچان لیتے تھے (جو باطن کی پاکیزگی کی علامت ہے)۔ (بخاری و مسلم)

نفسیات شناسی:

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی کے متعلق کوئی بات پہنچتی تو اس سے یہ نہ کہتے کہ تو نے یہ بات (کیوں) کہی' بلکہ فرماتے: لوگوں کو کیا ہوا کہ وہ ایسا ایسا کہتے ہیں۔ (ابوداؤد' نسائی' درمنثور)

آپؐ کی رحمدلی:

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ میں نے آپؐ سے زیادہ لوگوں پر رحمدل کسی کو نہیں دیکھا۔ (مسلم)

نماز مختصر کر دینا:

حضرت ابوقتادہؓ سے مروی ہے کہ آپؐ نے فرمایا: میں نماز شروع کرتا ہوں اور میرا جی چاہتا ہے کہ میں نماز کو لمبا کروں' اچانک بچے کی رونے کی آواز سنتا ہوں تو نماز کو مختصر کر دیتا ہوں' اس لئے کہ میں جانتا ہوں کہ اس بچے کے رونے کی وجہ سے اس کی ماں کو مشکل محسوس ہو رہی ہوگی۔ (بخاری و مسلم)

☆☆..........☆☆

اخلاق نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ایک نظر میں

مولانا محمد احمد

اخلاق صرف یہ نہیں کہ کسی سے مسکراتے ہوئے ملاقات کرلی جائے بلکہ باطن کی پاکیزگی کے ساتھ مخلوق کے باہمی تعلقات میں خوش نیتی اور اچھائی برتنے کو''اخلاق'' کہا جاتا ہے۔

زمانہ قدیم سے''علم الاخلاق''ایک مستقل علم کے طور پر چلا آتا ہے' اس علم میں اخلاق کی تعریف' ان طریقوں کا معلوم کرنا جن سے انسان' حیوانی قوتوں پر غالب آئے' افراط وتفریط سے بچ کر عادات میں حد اعتدال کو برقرار رکھنا اور نیک وبد عادات وغیرہ جیسے موضوعات کوزیر بحث لایا جاتا ہے۔

حکمائے یونان میں سقراط' فیثا غورث' افلاطون اور ارسطو نیز ہندوستان' ایران اور چین کے بانیان مذاہب میں سے کوئی ایسا نہیں جس نے اخلاق کے متعلق طویل سے طویل ترین مباحث بیان نہ کی ہوں اور اچھی و بُری عادات کی تعیین نہ کی ہو۔

نیک و بد صفات کی تعیین کا معیار:

اب یہ کہ کون سی صفات پسندیدہ ہیں اور کون سی ناپسندیدہ؟ اس کا فیصلہ کون کرے؟ تو غیر مسلم فلاسفہ کے ایک بہت بڑے فریق نے''عقل'' کو اچھے اور بُرے کی تمیز کے لئے منصف تسلیم کیا۔ یعنی عقل انسانی جسے اچھا کہہ دے وہ اچھا ہے اور عقل جسے بُرا کہے وہ بُرا ہے۔ چنانچہ بہت سی وہ عادتیں جو فی الواقع ناپسندیدہ ہونی چاہئیں' ان فلاسفہ نے محض اس وجہ سے انہیں پسندیدہ خصائل میں شمار کرلیا کہ وہ ان کے ماحول میں مستحسن سمجھی جاتی تھیں' اور بہت سی وہ صفات جو فی الواقع پسندیدہ ہیں' ان فلاسفہ نے انہیں ناپسندیدہ ثابت کیا' محض اس وجہ سے کہ ان کے ماحول سے مرعوب عقل نے انہیں ناپسندیدہ سمجھ لیا اور دین سے دور افتادہ معاشرے میں عقل' ماحول و خواہش کے واقعی اتنی تابع محض ہوتی ہے کہ اگر ماحول کے مخالف ہوکر چند قدم چلنے کی کوشش کرے تو اس کے لئے قدم اٹھانا دوبھر ہوجائے۔ بالفاظ دیگر ایک بددین معاشرے میں اخلاق کے نیک یا بد ہونے کی تعیین میں عقل کو معیار بنانا گویا خواہش ولذت کو معیار بنانا ہے' لہٰذا آج اہل مغرب کا وحی سے دور معاشرہ فحاشی و بے حیائی اور بہت سی ان عادات کو جو آج تک کے تمام معاشروں میں ناپسندیدہ سمجھی جاتی رہیں' مسخ شدہ فطرت وعقل کے ناکمل معیاروں پر پرکھ کر سند جواز مہیا کرتا ہے۔

غیر مسلم فلاسفہ کے دوسرے فریق نے اخلاق کی بلند و بالا عمارت کو ایسے مذہب کی بنیادوں پر کھڑا کرنے کی کوشش کی' جس کے فرسودہ نشانات بھی کب کے مٹ چکے ہیں' جس کے ماننے والوں نے اپنی مقدس کتابوں میں تحریف کی اور معلمین اخلاق معصوم انبیاء علیہم السلام کے قتل کے مرتکب ہوئے لہٰذا اب ان کے پاس نہ تو کسی معلم اخلاق کی تعلیمات اپنی اصل حالت پر موجود ہیں اور نہ ہی عمل کے لئے کوئی نمونہ۔

اس کے برعکس دین اسلام نے ناقابل تحریف وحی کی عظیم الشان کسوٹی کو اچھے اور بُرے کی تمیز کے لئے معیار ٹھہرایا۔ چنانچہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا گیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کیا تھے؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواب میں فرمایا کہ آپؐ کے اخلاق قرآن پاک والے اخلاق تھے۔ معلوم ہوا کہ اخلاق کے اچھے یا بُرے ہونے کا معیار اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب قرآن کریم ہے۔

نبی کریمؐ اور علم اخلاق:

صاحب مخزن اخلاق فرماتے ہیں:''شارع اسلام حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اخلاق کی تعلیم پر جس قدر زور دیا ہے' اس کے مطالعہ کے بعد یہ دعویٰ کے ساتھ کہا جاسکتا ہے کہ مذہب اسلام کی تمام تر تعلیم کا لب لباب اگر ایک لفظ میں بیان کیا جائے تو وہ صرف اخلاق ہے' اور اگر ایک فقرے میں بیان کیا جائے تو:''الاسلام تعظیم لامر اللّٰہ و الشفقة علی خلق اللّٰہ۔''(مخزن اخلاق)

علم اخلاق کے محسن کون؟

حضرت مولانا سید سلیمان ندویؒ رقم طراز ہیں:

''بڑے سے بڑا فلاسفر جس کی اخلاق سخن طرازی اور نکتہ پروری سے دنیا محو حیرت ہے اور جس نے انسان کے ایک ایک اندرونی جذبہ' باطنی قوت اور اخلاقی فطرت کا سراغ لگایا ہے' عمل کے لحاظ سے دیکھو

ختم نبوت

تو اس کی زندگی ایک معمولی بازاری سے ایک انچ بلند نہ ہوگی' وہ گو دوسروں کو روشنی دکھا سکتا ہے مگر خود تار کی سے باہر نہیں آ سکتا' وہ دوسروں کی رہنمائی کا مدعی بنتا ہے مگر خود عمل کی راہ میں بھٹکتا پھرتا ہے' وہ رحم و محبت کے طلسمات کے ایک ایک راز سے واقف ہے مگر غریبوں پر رحم کھانا اور دشمنوں سے محبت کرنا وہ نہیں جانتا' وہ سچائی اور راست بازی پر بہترین خطبہ دے سکتا ہے مگر وہ خود سچا اور راست باز نہیں ہوتا' اس واقعہ کا دوسرا نتیجہ یہ ہے کہ چونکہ وہ شخص زبان یا دماغ ہوتا ہے' دل اور ہاتھ نہیں' اس لئے اس کے منہ کی آواز کسی دل کی لوح پر کوئی نقش نہیں بناتی بلکہ ہوا کے تموج میں مل کر بے نشاں ہو جاتی ہے' جبکہ انبیاء علیہم السلام کا معاملہ اس کے بالکل برعکس ہے' ان کا جو قول ہے وہی فعل ہے' جو ان کے منہ پر ہے وہی دل میں ہے' آپ جو کہتے ہیں وہ کرتے بھی ہیں' لہٰذا آپ کی تعلیم اور صحبت کا فیضان خوشبو بن کر اڑتا اور ہم نشینوں کو معطر بناتا ہے۔" (ماخوذ سیرت النبیؐ)

حاصل کلام یہ کہ اگر یہ سوال اٹھایا جائے کہ یونانی و رومی مفکرین اور ہندوستانی' چینی اور ایرانی بانیان مذاہب نے اخلاق کے باب میں جو اصلاحات بتائیں' ان پر خود ان بتانے والوں کا کیا عمل رہا؟ یا ان اصلاحات میں اتباع و پیروی کی کتنی صلاحیت پائی جاتی ہے؟ یا یہ کہ ان حضرات نے اپنی اصلاحات کے مطابق کتنے افراد تیار کئے؟ تو اس کے جواب سے ان حضرات کا علم اخلاق میں کردار بخوبی معلوم ہو سکتا ہے۔

البتہ کچھ افراد ایسے بھی ہیں جنہوں نے علم اخلاق کی بے مثال خدمت کی' صرف الفاظ کی حد تک نہیں بلکہ عمل کے خارزار میدان میں بھی' اخلاق حسنہ کو اپنی دیدہ ریزی کا محور بھی بنایا اور اخلاق حسنہ پر عمل پیرا قابل تقلید نمونے بھی چھوڑے' اور یہ انبیاء علیہم السلام کی مبارک شخصیات ہیں' جن میں بالخصوص آقائے نامدار' سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات قابل ذکر ہے کہ آپ نے "اخلاق حسنہ" کے نام کو نئی تابانی عطا کی' اپنے مبارک عمل سے اخلاق کے سربستہ ابواب کی وہ تشریح فرما گئے جو رہتی دنیا تک دوسروں کے لئے سرچشمہ عمل ہے' اپنے اثر آفریں اخلاق سے حضرات صحابہ کرامؓ کی وہ تربیت یافتہ جماعت تیار فرما گئے جو آپ کے رنگ میں رنگی ہوئی اور آپ کی خوشبو سے دل آویز تھی۔

آپ کے اخلاق حسنہ کی گواہی قرآن کریم سے:

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

ترجمہ: "بے شک آپ عظیم الشان اخلاق کریمہ سے متصف ہیں۔"
(سورۂ قلم:۴)

"(اے محبوب) سو اللہ ہی کی رحمت ہے جو تم نرم مل گئے ان کو' اور اگر تم بدخو اور سخت دل ہوتے تو یہ تمہارے پاس سے بھاگ کھڑے ہوتے۔"
(سورۂ آل عمران:۱۵۹)

"تمہارے پاس تم ہی میں سے ایک پیغمبر آئے ہیں' تمہاری تکلیف ان کو گراں معلوم ہوتی ہے' اور تمہاری بھلائی کے بہت خواہشمند ہیں اور مومنوں پر نہایت شفقت کرنے والے اور مہربان ہیں۔"
(سورۂ توبہ:۱۲۸)

عظیم الشان اخلاق:

حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ صحابہ کرامؓ میں سے جب بھی کسی کی آپ سے ملاقات ہوتی تو آپ اس کے ساتھ کھڑے رہتے اور اس وقت تک اس سے جدا نہ ہوتے جب تک وہ خود جدا نہ ہوتا اور جب کوئی صحابیؓ آپ سے ملاقات کرتے وقت آپ کا دست مبارک اپنے ہاتھ میں لیتا تو آپ اپنا ہاتھ آگے کر کے اس وقت تک اس سے نہ چھڑاتے جب تک کہ وہ خود نہ چھڑاتا' اور جب کوئی صحابیؓ آپ سے مل کر آپ کے کان میں کوئی بات کرنا چاہتا تو آپ اپنا کان اس کی طرف لگا دیتے اور اس وقت تک نہ ہٹاتے جب تک وہ شخص خود نہ ہٹاتا۔ (اخلاق النبیؐ للحافظ اصبہانیؒ)

کمزور کی حاجت کو پورا کرنا:

حضرت ابن ابی اوفیٰؓ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کثرت سے ذکر الٰہی کرتے تھے اور آپ کسی پر لعنت نہیں کرتے تھے' آپ نماز کو دراز فرماتے اور خطبہ مختصر دیتے تھے اور ضعیف اور کمزور کے ساتھ چل کر اس کی حاجت پورا کرنے میں کراہت محسوس نہ کرتے تھے اور نہ اپنے آپ کو بڑا سمجھتے تھے۔ (ایضاً)

ساتھیوں کا خیال رکھنا:

حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ آپ ایک مکان میں تشریف فرما تھے' مکان لوگوں سے بھر گیا' جب حضرت جریرؓ داخل ہوئے تو مکان کے باہر ہی بیٹھ گئے' حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ان کو باہر بیٹھے دیکھا تو اپنا کپڑا لپیٹ کر جریرؓ کی طرف پھینکا اور فرمایا: اس کپڑے پر بیٹھ جاؤ' حضرت جریرؓ نے اس کپڑے کو لے کر اپنے چہرے سے لگایا اور اسے بوسہ دیا۔ (ایضاً)

آپ کی مجلس:

حضرت جابر بن سمرہؓ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ تر خاموش رہتے' صحابہ کرامؓ آپ کے سامنے اشعار پڑھتے' جاہلیت کی چیزوں کو ذکر کرتے اور ہنسا کرتے تھے' جب وہ ہنستے تو آپ بھی تبسم فرماتے۔ (ایضاً)

ختم نبوت

ایمان کا سہارا

مولانا نور عالم خلیل امینی

اللہ پاک نے اپنی زندہ جاوید کتاب میں معجزانہ اور بلیغ اسلوب میں فرمایا ہے کہ مومنوں کی صفات میں سے یہ ہے کہ وہ اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں' بڑے بڑے گناہوں اور بدکاریوں سے بچتے ہیں' غصے کے وقت لوگوں کو معاف کردیتے ہیں' اپنے رب کی بات مانتے ہیں' نماز قائم کرتے ہیں' دین ودنیا کے معاملات میں آپس کے مشورے کے بعد ہی کوئی قدم اٹھاتے ہیں' ہمارے عطا کردہ رزق میں سے خرچ کرتے ہیں اور جب ظلم وجور کا شکار ہوں تو بدلہ لیتے ہیں:

''اور جو کچھ اللہ کے یہاں ہے بہتر ہے اور باقی رہنے والا ہے واسطے ایمان والوں کے' جو اپنے رب پر بھروسہ رکھتے ہیں اور جو لوگ کہ بچتے ہیں بڑے گناہوں سے اور بے حیائی سے اور جب غصہ آوے تو وہ معاف کردیتے ہیں' اور جنہوں نے کہ حکم مانا اپنے رب کا اور قائم کیا نماز کو اور کام کرتے ہیں مشورے سے آپس کے اور ہمارا دیا کچھ خرچ کرتے ہیں اور وہ لوگ کہ جب ان پر ہووے چڑھائی تو وہ بدلہ لیتے ہیں۔'' (ترجمہ شیخ الہندؒ)

آیت کریمہ میں ''ینتصرون'' کا لفظ آیا ہے۔ یہ لفظ انتہائی بھرپور معنی کا حامل ہے' اس کے معنی کامیابی' فوز وفلاح' غلبہ وفتح مندی' بدلہ' دوسروں کی نصرت ومدد اور حق وانصاف کی مدافعت وغیرہ ہے' لہٰذا آیت کا مطلب ہوگا کہ جب اہل ایمان کو ظلم وتعدی سے سابقہ پڑتا ہے تو وہ اس سے بھرپور انداز میں نمٹتے ہیں' کامیابی حاصل کرتے ہیں' ظالموں پر فتح پاتے ہیں' غلبہ وسربلندی حاصل کرتے ہیں' اللہ کی مدد سے ظالموں سے بدلہ لیتے ہیں' کیونکہ اللہ کی سنت ہے کہ وہ مظلوموں کی مدد کرتا ہے' ظلم وجور کا نشانہ بننے والوں کا ساتھ دیتا ہے اور فتح مندی وغلبے کے ذریعہ ان کی اشک شوئی اور خبر گیری کرتا ہے۔

یہ آیت موجودہ حالات میں مسلمانوں کے لئے بڑی بشارت کی حامل ہے۔ اس وقت پوری دنیا میں ہمیں ظلم وجور کا سامنا ہے' لامحدود ظلم وتعدی کا ہمیں نشانہ بنایا جارہا ہے' ہمیں پیہم اور بغیر کسی وقفے کے جسمانی وذہنی عذاب میں مبتلا رکھا جارہا ہے' ہمیں ہر طرف سے گھیرا جارہا ہے' ہمارا پیچھا کیا جارہا ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ مظلومی کی یہ صورت حال ہمارا مقدر اور ہمارا نصیبہ ہے۔ یہ صورت حال ہم میں سے بہت سے لوگوں کے لئے مایوسی اور احساس محرومی کا باعث بنی ہوئی ہے۔ بہت سے مسلمان زبان حال وزبان قال سے یہ کہنے لگے ہیں: ''متیٰ نصر اللہ'' (اللہ کی مدد کب آئے گی؟) اس کے جواب میں سنت اللہ گویا پکار پکار کر کہہ رہی ہے: ''الا ان نصر اللہ قریب'' (ہاں سنو! اللہ کی مدد آیا چاہتی ہے) بلاشبہ اللہ کی یہ سنت رہی ہے کہ وہ ظلم کا لازماً ازالہ کرتا ہے' باغیوں' سرکشوں' ظلم وجور کے ناخداؤں اور غرور' تکبر وبربریت کے ''رب اعلیٰ'' (سب سے بڑا خدا) ہونے کا دعویٰ کرنے والوں کو مٹاتا اور اپنے عدل وانصاف کے قانون محکم کے ذریعے انہیں ان کے منطقی انجام بد تک پہنچاتا رہا ہے۔ وہ آخرت سے پہلے دنیا میں ان کی بھرپور اور کھلم کھلا رسوائی وجگ ہنسائی کا انتظام کرتا رہا ہے۔ اس کی سنت ڈھیل دینے کی رہی ہے' لیکن چھوڑ دینے اور بالکل طرح دینے کی نہیں رہی' لیکن ہم انسان ضعیف اور اسی خدائے عالم الغیب کے بقول عجلت پسند پیدا کئے گئے ہیں' اس لئے ہم زندگی کے تمام مسائل کے حوالے سے عجلت پسند اور جلد باز واقع ہوئے ہیں۔ ہم انتظار کرنے اور آہستہ روی کے قائل نہیں' ہم تو بس یہ چاہتے ہیں کہ ہر کام ہماری خواہش کے مطابق' ہماری چاہت کے بقدر' ہماری بے حساب تمنا کے معیار پر اور ہمارے مقرر کردہ وقت پر ضرور ہوجایا کرے' ورنہ ہماری بے تابی دیدنی ہوتی ہے۔

بہرصورت ہم اس وقت ظلم وجور کی ہر نوع کا شکار ہیں' لیکن یہی صورت حال ہماری فتح مندی' غلبے' بھرپور کامرانی وشادمانی کا یقینی پیام بھی ہے۔ ہم خدائے لم یزل کے دست قدرت کے طفیل ظالموں سے ضرور بدلہ لیں گے' ہم حق وعدل کے لئے ضرور کامیاب ہوں گے' کیونکہ ہم اس کے سچے نمائندے اور واحد علم بردار ہیں۔ آیت کریمہ صاف طور پر بتاتی

ختم نبوۃ

ہے کہ اللہ پاک کا مظلوم مومنوں سے فتح مندی و غلبہ دینے کا یہ وعدہ ہے۔ آیت صرف یہی نہیں بتاتی کہ یہ حقیقت رونما ہو کر رہے گی' بلکہ وہ یہ بھی بتاتی ہے کہ مظلوم مومنوں کے لئے یہ محکم وعدہ الٰہی ہے جو بہر صورت پورا ہو کر رہتا ہے' خواہ ظالموں کو پسند ہو یا ناپسند۔ ان کے نہ چاہنے سے کچھ نہیں ہوگا' انہیں اپنے ظلم کا مزہ چکھنا ہوگا اور مظلوموں کو ان سے بدلہ دلایا جائے گا' یہ اسی دنیا میں ہوگا' اسی آسمان کے نیچے اور اسی زمین کے اوپر ہوگا اور آخرت کا عذاب تو اپنی جگہ ہے ہی' جو اس سے زیادہ شدید اور کماً و کیفاً ناقابل تصور حد تک رسوا کن اور تکلیف دہ ہوگا۔

ایک مرتبہ اور آیت کے الفاظ کو ذہن نشین کر لیجئے:

''وہ لوگ کہ جب ان پر ہووے چڑھائی تو وہ بدلہ لیتے ہیں۔''

یعنی وہ اس آبرو کا بدلہ لیتے ہیں جو ان سے چھین لی گئی تھی' اس عزت کا بدلہ لیتے ہیں جس سے انہیں محروم کر دیا گیا تھا' اس زمین کا بدلہ لیتے ہیں جو ان سے غصب کر لی گئی تھی' اس امن اور چین کا بدلہ لیتے ہیں جس کے لئے ان کو ترسایا گیا تھا' اس ظلم کا بدلہ لیتے ہیں جو ان پر ڈھایا گیا تھا' خودداری کی اس زندگی کا بدلہ لیتے ہیں جس سے ان کو تہی مایہ کر دیا گیا تھا اور اس وطن کا بدلہ لیتے ہیں جس سے ان کو نکالا گیا تھا۔

لیکن اس کے لئے صرف ایک شرط ہے اور وہ ہے ''ایمان'' کی شرط جو بڑی کڑی' اہم اور کٹھن شرط ہے' کیونکہ اس شرط پر پورا اترنا ہر ایک کے بس کی بات نہیں۔ اس کو دعوئے ریاکاری' سینہ زوری' فخر و مباہات کے ترانوں' قوت بازو' دھوکہ دہی' حیلہ سازی' بہانہ بازی' ظاہر کی تابناکی اور باطن کی تیرگی کے ساتھ حاصل نہیں کیا جا سکتا۔ حقیقت یہ ہے کہ ایمان کا واقعی وجود ہی ایک انسان کے ہر درد کی شافی دوا اور ہر مسئلے کا مکمل اور کافی حل ہے' ایمان سے بڑا مسیحا اس دنیا میں کوئی نہیں' اس سے بڑا سہارا اور ہر مشکل کے حضور کا مضبوط کنارا دنیا میں دستیاب نہیں' اس اکسیر کے بعد کسی فارمولے کی ضرورت نہیں اور اس ''ماسٹر کی'' (شاہ کلید) کے بعد کسی کلید کی کوئی حیثیت نہیں' اس کے ہوتے ہوئے انسان کو کسی ہتھیار کی ضرورت نہیں' وہ زندگی کے ہر معرکے میں بے تیغ لڑ کر اس کو مکمل طور پر سر کر سکتا ہے۔ اس کے بغیر انسان کائنات کی ایک کٹی ہوئی پتنگ ہے' ہر سہارے کے باوجود بے سہارا ہے' ہر شفقت کے باوجود حالات کی ستم ظریفی اور حوادث زمانہ کی تیز دھوپ کا نشانہ ہے۔

آیت میں جو بشارت ہے' وہ محض نام کے مسلمانوں اور صرف مردم شماری کے فارم پر عبدالعزیز اور عبدالوکیل درج شدہ ان لوگوں کے لئے نہیں' جو اپنے عمل و کردار میں فرعون' ہامان' نمرود' ہٹلر' چنگیز خان' ہلاکو خان' ابوجہل' ابولہب اور جو اپنے خدا بیزار کرتوتوں کے ذریعے شیطان کو شرمندہ کر دینے والے انسان ہوں۔ آیت میں غلبہ و فتح مندی کا الٰہی وعدہ ایمان رکھنے والوں کے لئے ہے' ایمان کے تقاضوں پر عمل کرنے والوں کے لئے ہے' فواحش و معاصی سے گریزاں رہنے والوں کے لئے ہے' اقامت صلوۃ کرنے والوں کے لئے ہے' تمام اوامر و نواہی میں اپنے رب کی ماننے والوں کے لئے' غصے کو پی جانے والوں اور لوگوں کو ممکن حد تک معاف کر دینے والوں کے لئے ہے' اللہ پر توکل کرنے والوں کے لئے ہے' جو یقین رکھتے ہیں نصرت و ہزیمت' عزت و ذلت' صرف اسی رب ذوالجلال کے ہاتھ میں ہے' نیز یہ وعدہ ان لوگوں کے لئے ہے جو دشمنان خدا و رسول کا پیچھا کرنے کے حوالے سے خدائے بے نیاز کا حکم ضرور مانتے ہیں' وہ کسی تکلیف اور بے آرامی کی وجہ سے دشمنوں کا پیچھا کرنا نہیں چھوڑتے اور آرام و راحت کی طلب میں کسی چانس اور صحیح موقع کو ہاتھ سے جانے نہیں دیتے' وہ پیچھا کرنے کی راہ میں تلوے میں چبھے ہوئے کسی کانٹے کو نکالنے کی بھی فکر نہیں کرتے' کیونکہ انہیں اچھی طرح معلوم ہے کہ یہ کانٹا صرف انہی کے تلوؤں میں نہیں چبھا اور یہ بے آرامی صرف انہی کے حصے میں نہیں آئی' بلکہ باغیان خدا اور عاصیان رب دو جہاں کے تلوے بھی اسی طرح کے کانٹوں اور ان کے جسم و ذہن بھی اسی طرح کی بے آرامی اور فکر مندی سے دوچار ہیں' لیکن وہ سرمایہ ایمان سے تہی مایہ ہونے کے باوجود اور اللہ کے کسی ثواب کی امید سے یکسر محرومی کے باوصف اگر ایک لمحے کے لئے بھی مومنوں کا پیچھا کرنے سے غافل رہنے اور اس میں توقف کرنے یا سانس لینے کے قائل نہیں تو بھلا اہل ایمان کے لئے ذرا بھی وقفہ' استراحت کی گنجائش کیوں کر ہو سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

''اور ہمت نہ ہارو ان کا پیچھا کرنے سے۔ اگر تم بے آرام ہوتے ہو تو وہ بھی بے آرام ہوتے ہیں' جس طرح تم ہوتے ہو اور تم کو اللہ سے امید ہے جو ان کو نہیں۔''

(ترجمہ شیخ الہندؒ)

واقعی کتنی سچی اور عبرت انگیز بات ہے کہ صلیبی و صیہونی اور طرح طرح کے صنم پرستان جہاں' اپنے کفر و شرک' خدا بیزاری' رب کریم کی رحمت سے مایوسی' اس کے ثواب کے لالچ سے یکسر محرومی کے باوجود رب رحمٰن سے لو لگانے والے اہل ایمان کی مسلسل مزاحمت اور ان کو حرف غلط کی طرح مٹانے کے عمل میں کسی لمحہ ہار ماننے کو تیار نہیں' تو بھلا اہل ایمان کے لئے یہ کب روا ہے کہ وہ ان کی مزاحمت اور ان کی گھات میں لگے رہنے سے مات کھائیں۔ ان کے لئے دشمنان دین اور باغیان رب عظیم کی محاذ آرائی سے منہ موڑنے کا کوئی

ختم نبوۃ

جواز نہیں، جب کہ ہمارے مولیٰ نے اہل ایمان کے لئے دنیا میں سربلندی و فتح مندی اور آخرت کی زندگی میں آسمان و زمین کی وسعت رکھنے والی جنت کی ان گنت نعمتوں کا وعدہ کیا ہے، لہٰذا اس کے ثواب کی امید کے ساتھ کسلمندی کا کوئی معنی نہیں، اس کے وعدے پر یقین کے ساتھ کمزوری دکھانے کی کوئی گنجائش نہیں اور دنیا میں استقرار و استحکام بخشنے اور آخرت میں سرخروئی سے نوازنے کی دونوں بھرپور بھلائیوں کی ترغیب پیہم کے بعد اللہ کی ناراضگی کا مکمل استحقاق رکھنے والے گم کردہ راہ کے مقابلے سے جی چرانا چہ معنی دارد؟

ہم بعض مرتبہ اللہ کی نشانیوں پر غور کرنے، قرآن میں ذکر کردہ اس کی عبرت انگیز سچی داستان ہائے اقوام و ملل کو پڑھنے، تاریخ کے اشارات کو سمجھنے، الٰہی وعدوں اور وعیدوں کو احاطۂ فکر و عمل میں لانے اور مجاہدین و محسنین پر کئے گئے اس کے انعامات کو مستحضر رکھنے سے غافل رہتے ہیں، ہماری تاریخ بتاتی ہے کہ اللہ پاک مجاہدین کی نصرت رعب کے ذریعے کرتا رہا ہے، تائید غیبی سے انہیں تقویت دیتا رہا ہے اور کائنات کی ہر چیز میں پوشیدہ اپنے سپاہیوں کے ذریعے ان کی مدد کرتا رہا ہے۔ کائنات کی ہر شے اس کا سپاہی ہے، خاموش ہو یا گویا، جامد ہو یا بڑھنے والی، زندہ ہو یا مردہ، چھوٹی ہو یا بڑی، معمولی ہو یا غیر معمولی۔

ہاتھیوں والے ابرہہ اور اس کے فوجیوں کو اس خدائے ذوالجلال نے آخرکار پرندوں کی کنکریوں اور پتھروں کی بارش سے جس طرح تباہ کردیا تھا، رہتی دنیا تک کے لئے اس نے اس واقعہ کو وحی متلو کی شکل میں زندہ و پائندہ کردیا تاکہ دنیا والے ہمیشہ اس واقعہ سے عبرت حاصل کرتے رہیں اور اگر توفیق ہو تو اس کے کھلے اور چھپے سپاہیوں سے خوف کھاتے رہیں۔ آئیے ہمارے ساتھ آپ بھی اس چھوٹی سی سورۃ کی تلاوت کیجئے اور اپنے ایمان کو تازہ، یقین کو صیقل اور رب کی بے حساب قدرت کا کچھ اندازہ کیجئے:

"کیا تو نے نہ دیکھا کیا کیا تیرے
رب نے ہاتھی والوں کے ساتھ، کیا نہیں
کردیا ان کا داؤ غلط اور بھیجے ان پر اڑتے
جانور ٹکڑیاں ٹکڑیاں، پھینکتے تھے ان پر
پتھریاں کنکر کی، پھر کر ڈالا ان کو جیسے بھس
کھایا ہوا۔" (ترجمہ شیخ الہندؒ)

اصحاب الفیل کا قصہ ذہن میں تازہ کرلیجئے، حبشہ کی طرف سے یمن میں ایک حاکم "ابرہہ" نام کا تھا۔ اس نے دیکھا کہ سارے عرب کعبہ کا حج کرتے ہیں، تو اس کے سینے میں حسد کی آگ بھڑک اٹھی کہ عرب والوں کو یہ سعادت کیوں حاصل ہے کہ لوگ اسی خطے میں ساری دنیا سے کھنچے چلے آتے ہیں، ایسا ہم عیسائیوں کے لئے کیوں نہیں؟ اس نے چاہا کہ لوگ کعبہ کو چھوڑ کر ہمارے پاس جمع ہوا کریں۔ اس کی تدبیر اس کے ذہن میں یہ آئی کہ اپنے مذہب عیسائیت کے نام پر ایک عالی شان گرجا بنایا جائے، جس میں ہر طرح کے تکلفات اور راحت و دلکشی کے سامان ہوں۔ اس طرح لوگ اصلی اور سادہ کعبہ کو چھوڑ کر اس مکلف اور مرصع گرجا کی طرف آنے لگیں گے اور ان سے مکہ کا حج چھوٹ جائے گا، چنانچہ اس نے صنعاء میں جو یمن کا دارالحکومت ہے، اپنے منصوبے کی بنیاد رکھی اور خوب دل کھول کر روپے خرچ کئے، اس پر بھی لوگ ادھر متوجہ نہ ہوئے۔ عربوں کو خصوصاً قریش کو جب اس کی خبر ہوئی تو وہ سخت ناراض ہوئے، کسی نے غصے میں آکر وہاں پاخانہ کردیا، ابرہہ سیخ پا ہوگیا، اس نے جھنجھلا کر کعبہ شریف پر فوج کشی کردی، بہت سا لشکر اور ہاتھی لے کر اس ارادے سے چلا کہ کعبہ کو منہدم کردے۔ اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا حضرت عبدالمطلب قریش کے سردار اور کعبہ کے متولی اعظم تھے۔ ان کو ابرہہ کے اس ارادے کی خبر ہوئی تو اہل مکہ سے فرمایا کہ لوگو! اپنا بچاؤ کرلو، کعبہ جس کا گھر ہے، وہ خود اس کو بچالے گا۔ ابرہہ نے راستہ صاف دیکھ کر یقین کرلیا کہ کعبہ کا منہدم کردینا کوئی مشکل کام نہیں، کیونکہ ادھر سے کوئی مقابلہ کرنے والا نہ تھا۔ جب وہ وادی محسر (جو مکہ کے قریب ایک جگہ ہے) میں پہنچا تو سمندر کی طرف سے سبز اور زرد رنگ کے چھوٹے چھوٹے جانوروں کی ٹکڑیاں آتی نظر آئیں۔ ان میں ہر ایک جانور کی چونچ اور پنجوں میں چھوٹی چھوٹی کنکریاں تھیں۔ ان عجیب و غریب پرندوں کے غول کے غول لشکر پر کنکریاں برسانے لگے۔ خدا کی قدرت سے وہ کنکریاں بندوق کی گولی سے زیادہ کام کرتی تھیں، جس کے لگتیں ایک طرف سے گھس کر دوسری طرف نکل جاتیں اور ایک عجیب طرح کا سمی مادہ چھوڑ جاتی تھیں، بہت سے تو اپنی جگہ ہلاک ہوگئے جو بھاگے وہ دوسری بڑی بڑی تکلیفیں اٹھا کر مرے۔ (تلخیص از تفسیر عثمانی)

اصحاب الفیل کو بے جان کنکر اور غیر ذی عقل چھوٹے چھوٹے پرندوں کے ذریعے ہلاک کردینے والا رب ذوالجلال آج بھی وقت کے بڑے سے بڑے "اصحاب الفیل" اور ہیبت ناک ہتھیاروں اور تباہ کن اسلحوں اور ان کی ظلم و جور کے سائے میں پروردہ تن و توش والی عیش پرست اور بدکردار و غرور پر ور لاتعداد فوجوں کو کائنات کی کسی بھی چیز کو حرکت میں لاکر تباہ کرنے پر اسی طرح قادر ہے جیسے ازل سے تھا اور ابد تک رہے گا۔

بلاشبہ ہمیں وقت کے اصحاب الفیل کے ہاتھوں اس وقت ایسی تکلیف اور بے آرامی کا سامنا ہے جو عہد ماقبل جدید سائنس و ٹیکنالوجی میں شیطان اور اس کے انتہائی وفادار چیلوں کو انسان پر آزمانے کی کبھی نہ سوجھی تھی۔ یہ انواع و اقسام کی ایسی ایسی

تکلیفیں اور بے آرامیاں ہیں جو زمانہ قدیم میں دشمنانِ خدا کے کبھی وہم و گمان میں بھی نہ آئی تھیں کہ وہ انہیں حق و انصاف کے علمبرداروں پر کرتے۔

اس موقع پر قارئین مختلف خطوں میں قید مسلمان بوڑھوں‘ بچوں اور نوجوانوں پر کئے جانے والے ان ماورائے عدالت‘ رونگٹے کھڑے کر دینے والے انسانیت سوز مظالم کو تصور میں لائیں‘ جن کی کچھ جھلکیاں عصر حاضر کے ترقی یافتہ ذرائع ابلاغ نے بار بار دکھائی ہیں‘ وہ جھلکیاں جنہیں دیکھ کر کوئی زندہ ضمیر کا انسان اپنے اوپر قابو نہ رکھ سکا اور مسلمان تو کیا غیر مسلم بھی آب دیدہ ہو گئے۔ اخبارات‘ رسائل‘ ٹیلی ویژن اور ریڈیو میں ان مظالم کی خبریں اور کچھ تصویریں گزشتہ دنوں بار بار نشر ہوتی رہیں۔ انٹرنیٹ پر بھی ان کی تفصیلات آتی رہیں۔ انہیں جان کر انسانوں کا کلیجہ شق ہونے لگا‘ ان انسانوں کا کلیجہ جن کے سینے میں گوشت کا دل ہے نہ کہ پتھر کا‘ جب کہ پتھر بھی بعض دفعہ پسیج جاتے ہیں اور ان سے پانی بہہ نکلتا ہے۔

یہ صلیبی و صہیونی باغیانِ خدا‘ جنہیں روشن خیالی‘ تہذیب و تمدن اور ترقی کا دعویٰ ہے‘ جو عدل و انصاف کا نعرہ لگاتے نہیں تھکتے‘ جو مساوات کی جے جے کار سے دنیا والوں کی نیندیں اڑائے دے رہے ہیں‘ جو انسانی حقوق کی روز روز نئی نئی تنظیمیں قائم کر رہے ہیں‘ جو دہشت گردی کے خلاف نہ ختم ہونے والی جنگ چھیڑے ہوئے ہیں‘ کوئی ان سے پوچھے کہ دہشت گردی کو ختم کرنے کے نام پر ان کی اپنی دہشت گردی کا کوئی جواز ہے جو دنیا کی ہر تعریف اور دنیا والوں کی ہر تشریح کے مطابق ہر قسم کی دہشت گردی سے بڑھی ہوئی ہے۔ وہ ہمارے گھر میں گھس کر ہر جگہ ہمارے ملک کے چپے چپے پر بزور بازو قبضہ کر رہے ہیں‘ ان کی دہشت گردی کا نہ ختم ہونے والا سلسلہ جاری ہے‘ اخبارات‘ ریڈیو‘ ٹیلی ویژن اور انٹرنیٹ کی تازہ اور روز روز کی خبریں گواہ ہیں کہ مسلمانوں کے گھروں کی تلاشی کے بہانے جوانوں کو طرح طرح کی اذیتیں دی جا رہی ہیں‘ جب کہ عورتوں کی عزت و حرمت کو پامال کیا جا رہا ہے۔

برطانیہ کے ایک اخبار نے ایک ہلچل مچا دینے والی خبر شائع کی تھی کہ ایک یورپی خاتون رپورٹر نے ان برطانوی فوجیوں کی تصویریں اتاریں جس میں صاف دیکھا جا سکتا تھا کہ صلیبی فوجی مسلمانوں کو طرح طرح کی اذیتیں دے رہے ہیں اور اجتماعی طور پر ان کے ساتھ بدفعلی کر رہے ہیں تاکہ ان کی غیرت کو آخری حد تک چیلنج کیا جا سکے۔ کیا صلیبی و صہیونی باغیانِ خدا یہ سمجھتے ہیں کہ رب کائنات نے نعوذ باللہ اپنی قدرت کاملہ سے دست برداری اختیار کر لی ہے یا وہ ان کو اپنی گرفت میں لانے سے عاجز ہو گیا ہے یا ان کی نام نہاد سائنسی ترقی اور برق و بخارات پر ان کے ذرا سے کنٹرول سے وہ خدائے لم یزل مبہوت اور مرعوب ہو گیا ہے‘ کیونکہ اس کی کبریائی کو چیلنج کرنے والے لوگ پیدا ہو گئے ہیں؟ ان کو یاد رکھنا ہوگا کہ دنیا کے ہر فرعون و ہامان کا ایک ہی یقینی انجام بد ہے‘ دنیا میں تباہی و رسوائی اور آخرت کا ابدی عذاب الیم‘ لیکن اس کے یہاں پکڑ کا اپنا قانون اور وقت مقرر ہے‘ جو اس کے علم میں ہے‘ وہ ہم انسانوں کی طرح جلد باز یا نعوذ باللہ جذبات سے مغلوب نہیں کہ وہ فوری اور بہ جلد انتقامی کارروائی کر بیٹھے لیکن اس کے ہاں دیر ہے‘ اندھیر نہیں‘ وہ اندھیرے کے تمام پجاریوں کو آج نہیں تو کل عدل و انصاف کی روشنی میں رسوا کر کے چھوڑے گا۔

آیئے ایک بار پھر یہ سبق یاد کریں‘ اس طرح کہ کبھی فراموش نہ ہو کہ اگر ہم مسلمان بے آرامی اور تکلیف سے دو چار ہیں تو یہ بھانت بھانت کے دشمنانِ خدا و رسول اور باغیانِ اللہ کو بھی بے آرامی و تکلیف سے کسی طرح مفر نہیں‘ وہ ہر قسم کی بے آرامیوں سے بہ جلد دو چار ہیں‘ تکلیف و اذیت کی ہر نوع ان کا ہر موقع پر پیچھا کر رہی ہے۔ کوئی تقریب ایسی نہیں جس میں انہیں اس اذیت کا سامنا نہ ہو‘ خوف‘ دہشت‘ گھبراہٹ‘ بدامنی‘ عدم استحکام‘ جانوں کا خسارہ‘ جب کہ وہ اللہ کے ارشاد کے مطابق روئے زمین پر زندگی کے سب سے زیادہ دلدادہ ہیں:

”تو ان کو سب لوگوں سے زیادہ زندگی کا حریص دیکھے گا۔“ (البقرہ:۹۶)

نیز مالوں اور بے شمار سامان جنگ کا خسارہ‘ معاشی خسارہ‘ جب کہ ان کے نزدیک معاشی ترقی و استحکام ہی سب کچھ ہے‘ وہ ہمہ وقت اسی کے لئے ادھیڑ بن میں لگے رہتے ہیں‘ اسی کے لئے ان کی ساری تگ و دو ہے‘ اسی کے لئے وہ زندہ ہیں‘ اسی کے ذریعے زندہ ہیں‘ بلکہ وہ دولت کے پجاری ہیں‘ مال و ثروت ہی ان کا خود تراشیدہ معبود ہے‘ وہ ہر لہجے‘ ہر زبان‘ ہر اسلوب میں اسی کا کلمہ پڑھتے اور اسی کی تقدیس بیان کرتے ہیں۔

کیا انہیں چیچنیا میں بے آرامی کا شکار نہیں ہونا پڑا اور ہنوز وہ اس کے شکار نہیں ہیں؟ کیا انہیں مقدس و مبارک سرزمین فلسطین میں ہر طرح کی بے آرامی اور اذیت کا روز اول سے سامنا نہیں اور ہنوز ہے اور انشاء اللہ اس وقت تک رہے گا جب تک وہ تمام تر ذلت و رسوائی کے ساتھ وہاں سے چلے نہیں جاتے۔ کیا فلسطینی بچوں اور جوانوں کے ہاتھوں میں خاموش کنکر و پتھر گویا ہو کر زمانے اور تاریخ کے کانوں میں نہیں گونجا اور گونج رہا ہے‘ جس نے تاریخ اسلام میں عظیم اور معززانہ باب رقم کرنے والوں کا اتنا ساتھ دیا ہے جتنا باغیانِ خدا کے جدید ترین ہتھیاروں نے ان کا ساتھ نہیں دیا۔ کیا ان کنکروں اور پتھروں نے ان کی نیندیں حرام نہیں کر دی ہیں؟ کیا ان کی اقتصادیات پر اس سے بدترین اثرات مرتب نہیں ہو رہے ہیں؟ کیا ان کے لاتعداد فوجی اپنی

ڈیوٹیوں سے نہیں بھاگ رہے ہیں؟ کیا صیہونیوں کی بڑی تعداد فلسطین سے دوسرے ممالک میں جا بسنے کی نہیں سوچ رہی؟ کیا ان باغیانِ خدا کو اپنے گھروں' اپنے وطنوں' اپنے ملکوں' اپنے گھونسلوں' اپنے بدکارانہ ٹھکانوں میں بے آرامی کا سامنا نہیں؟ کیا انہیں ہر اس کشتی کے ڈوب جانے کا خطرہ ہر وقت نہیں ستاتا رہتا جس پر وہ سوار ہوتے ہیں' کیا انہیں ہر اس محل کے زمین بوس ہو جانے کا کھٹکا نہیں لگا رہتا جس میں وہ گناہ کے نت نئے طریقے ایجاد کر کے خدا کی غیرت کو چیلنج کرتے ہیں؟ کیا انہیں جدید ترین ٹیکنالوجی کی روشنی میں مضبوط سے مضبوط اور محفوظ سے محفوظ بنائے گئے برجوں اور تجارتی' معاشی اور معاصی کے سینٹروں میں غیر محفوظ رہنے کا انجانا لیکن یقینی سا ڈر ہر وقت اور ہر سمت سے (نیچے سے' اوپر سے' دائیں سے' بائیں سے) نہیں ستاتا؟ خوف و ہراس کا کون سا بھوت ہے جو انہیں اپنے محلات کے صحرائے اجاڑ اور اپنے عشرت کدوں کی پرفضا بالکونیوں میں انہیں نہیں ڈراتا؟ ارواحِ شریرہ کی وہ کون سی قسم ہے جو انہیں وسوسہ ہائے روز و شب کا شکار نہیں بنائے رکھتی؟ اسلامی ممالک پر آتش و آہن کی بے پناہ بارشیں' صحیح معنی میں وسیع تر تباہی کے ہتھیاروں سے یورشیں' پہاڑیوں سے سر ٹکرانے کی بے نتیجہ کاوشیں' عرب کے ریگستانوں کی ریت پر نامعلوم معشوقوں کے ناموں کی نگارش کی مسلسل مشقیں' یہ سرزمین فلسطین پر صیہونی شیریں کے لئے کوہ کنی کی نامراد پیہم کوششیں' یہ سب کیا ہے؟ فقط خوف کے قوی ہیکل بھوت سے گلو خلاصی کی تدبیر کی مختلف شکلیں۔

الغرض بے آرامی اور تکلیف میں ہم اور وہ اگرچہ بظاہر برابر ہیں (حالانکہ برابر ہونے کا دعویٰ نہیں کیا جا سکتا؟ کیوں کہ اگر کما نہ سہی تو کیفاً ان کی بے آرامی اور احساس اذیت ہم سے کہیں بڑھا ہوا ہے جیسا کہ ابھی اشارہ کیا گیا) لیکن ان کی اس بے آرامی کا منشاء ان کا خدا کے ساتھ کفر' اللہ پاک کی ذات پر عدم اعتماد' اس کی رحمت سے ناامیدی اور اس کی مغفرت و نصرت کی عدم توقع ہے اور یہ کہ ان کا اس وسیع تر کائنات میں نہ کوئی یار و مددگار ہے' نہ والی و کارساز' جب کہ خدائے واحد ہمارا حامی و مددگار اور کفیل و کارساز ہے:

"یہ اس لئے کہ اللہ رفیق ہے ان کا
جو ایمان لائے اور یہ کہ جو کافر ہیں ان کا
کوئی رفیق نہیں۔" (سورۂ محمد:۱۱)

لیکن ہمارے اور باغیانِ خدا کے درمیان ایک بنیادی فرق ہے کہ ہمیں رب کریم سے جس عزت و سربلندی و فتح مندی اور دنیا و آخرت کی سعادت مندی کی توقع ہے' وہ انہیں ہرگز نہیں' اس لئے ان کو رگیدنے اور کتوں کی طرح انہیں دوڑانے کے حوالے سے ہمیں کوئی سستی نہیں دکھانی چاہئے اور انشاء اللہ وفاشعار و مخلص مسلمان ان دشمنان خدا کو رگیدنے کے حوالے سے اللہ پاک کے حکم کی تابعداری میں کوئی سستی نہ دکھائیں گے' کیونکہ اس حکم کی پیروی میں ہماری عزت و افتخار کا راز پوشیدہ ہے۔ ہاں بزدل' خیانت صفت' شکست خوردگی کا ذہن رکھنے والے وہ لوگ اس حکم کو ماننے میں بلاشبہ پس و پیش سے کام لیں گے' جن کے لئے راہ راست پر چلنا انتہائی دشوار ہوتا ہے' جو عزت و وطن کا سودا کرنے کو تیار بیٹھے ہیں' جو خنزیروں اور بندروں کے برادران کے ہاتھوں مقدس سرزمین کو بیچ دینے میں تردد نہیں کرتے' جو بیچ راستے سے لوٹ آنے والے' قبلہ کی سمت کو تبدیل کرتے رہنے والے ہیں' جو ہر سائے سے ڈرتے ہیں' ہر آواز سے دہشت زدہ رہتے ہیں' ہر آہٹ سے گھبراتے ہیں' جو مسلمانوں کو ہمیشہ یہ کہتے رہتے ہیں:

"کافروں نے تمہارے مقابلے
کے لئے سامان جمع کیا ہے' سو تم ان سے
ڈرو۔" (آل عمران:۱۷۳)

ہاں پکے سچے مسلمان دشمنان خدا و رسول کو رگیدنے میں کبھی کاہلی نہ دکھائیں گے' خواہ اس کی جو بھی قیمت انہیں چکانی پڑے' کیونکہ وہ اس حکم خداوندی پر بھی مکمل طور پر عمل پیرا رہتے ہیں:

"اور تیار کرو ان سے لڑائی کے
واسطے جو کچھ جمع کر سکو قوت سے اور پلے
ہوئے گھوڑوں سے کہ اس سے دھاک
پڑے تمہاری اللہ کے دشمنوں پر اور تمہارے
دشمنوں پر۔" (الانفال:۶۰)

مخلص مسلمان ہمیشہ اس مقدور بھر طاقت اور سامان کی تیاری میں لگے رہتے ہیں یا اس کی خواہش اور تڑپ سے سرشار رہتے ہیں اور راہ کی رکاوٹوں کی پروا نہیں کرتے جو مکر و فریب کے فن کے ماہر دشمنان خدا ان کی راہ میں کھڑی کرتے ہیں' کیونکہ وہ آنکھوں میں دھول جھونکنے اور حق و باطل میں التباس پیدا کرنے میں طاق ہوتے ہیں۔

دشمنوں پر دھاک بٹھانا اور انہیں دہشت زدہ رکھنا گویا اللہ پاک کے نزدیک کار ثواب ہے' اسی لئے دھاک بٹھانے کا عمل ان دشمنوں کو بہت کھلتا ہے۔ ان کو دہشت زدہ رکھنا' احقاق حق اور ابطال باطل اور اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے ضروری شرط ہے' اس سے دشمنوں کو یہ بھی یقین ہوتا رہتا ہے کہ جنگ جیتنے کے ظاہری سامان کی تیاری کا ڈھنگ مسلمانوں کو بھی آتا ہے اور وہ اس سے غافل بھی نہیں' ورنہ فتح مندی و کامرانی ایک ربانی صنعت' الٰہی کاریگری' خدائی احسان ہے۔ اسے محض بزور طاقت' محض علمی ترقی' سائنسی برتری اور صرف اس تہذیبی فوقیت کے ذریعے

ختم نبوت

حاصل نہیں کیا جاسکتا' جوالحاد کی دین ہو' جسے سرکشی نے غذا دی ہو' جسے ظلم و جارحیت کی کھاد اور احساس تکبر و غرور کے پانی سے سینچ کر تناور درخت بنایا گیا ہو۔ اللہ تعالیٰ نے متعدد جگہ فرمایا ہے کہ فتح مندی و نصرت صرف اس کے طفیل سے حاصل ہوتی ہے۔ مثلاً:

"مدد کرتا ہے جس کی چاہتا ہے اور
وہی ہے زبردست رحم والا۔" (الروم:۵)

"اور مدد ہے صرف اللہ ہی کی طرف
سے جو کہ زبردست حکمت والا ہے۔"

"اور اللہ زور دیتا ہے اپنی مدد کی
جس کو چاہے۔" (آل عمران:۱۳)

یہ حقیقت ہے کہ اللہ پر ایمان رکھنے والے اس کے سچے بندوں کے لئے خدا کی رحمت نہ تو موخر ہوتی ہے' نہ لغزش کھاتی ہے' نہ چوکتی ہے' بشرطیکہ وہ اپنے رب کے بتائے ہوئے اصول پر کاربند رہیں اور یہ یقین رکھیں کہ موت ہر اس مومن جانباز سے بے پناہ ڈرتی ہے جو خود موت سے نہیں ڈرتا اور ہر اس منافق' بزدل' پس وپیش کا سرمایہ رکھنے والے کو ہراساں کرتی ہے جو موت سے لرزاں و ترساں رہتا ہے اور اس سے بچنے کی ہر ممکن تدبیر میں لگا رہتا ہے اور ہر اس سوراخ کو بند کرتا رہتا ہے جس سے موت کی آمد کا اس کو خدشہ ہوتا ہے۔ ہاں اللہ کی مدد اس کمزوری دکھانے والے کو حاصل نہیں ہوسکتی' جو باغیانِ خدا کو رگیدنے سے جی چراتا ہے' جو طرح طرح کے بہانوں سے خطرات کی جگہوں سے اپنے کو بچاتا ہے' جو مقدرتِ الٰہی کا سہارا لیتا ہے' جو حقیقت پسندی' مرحلہ واریت' ٹیکنیک' ہوا کا رخ پہچاننے' حالات کی نزاکت کو سمجھنے حالات کے جبر کے سامنے جھکنے اور کمزور و ناتواں اور دبائے ہوئے لوگوں کی مجبوریوں کے اصول پر عمل پیرا ہونے کا راگ الاپا کرتا ہے۔

"لا تھنوا فی ابتغاء القوم" والی آیت نے کسی بہانہ باز کے لئے کوئی عذر نہیں چھوڑا ہے اور کسی حیلہ جو کے لئے کوئی گنجائش باقی نہیں رکھی ہے' لہٰذا سچے مسلمانوں کو ہر جگہ' ہر زمانے' ہر موقع' ہر موسم میں دشمنانِ خدا کو رگیدنے کا عمل کرتے رہنا ہے' اس لئے کہ حق و باطل کی آمیزش تو قیامت تک جاری رہے گی اور یہ آمیزش مسلمانوں سے متقاضی رہے گی کہ وہ رگیدنے اور مزاحمت کرنے کا عمل جاری رکھیں۔ حق کی سرپرستی کرنے والی جماعت کے لئے بڑے ننگ و عار کی بات ہوگی کہ وہ دشمنوں کو رگیدنے کے عمل میں سست روی کو راہ دیں' جب کہ دشمنانِ خدا تمام زخموں' خساروں اور مال و جان کے بے طرح نقصانات کے باوجود چین سے نہیں بیٹھتے اور ہماری گھات میں لگے رہتے ہیں۔

مسلمانوں کو اللہ پاک کا قطعی حکم ہے کہ وہ جسم و جان' مال و عزت کے تمام خساروں کے باوجود باغیانِ خدا کے مقابلے سے نہ بھاگیں۔ یہ خسارے ہر نوع کے ہوں گے' دل گداز اور جگر خراش ہوں گے' رونگٹے کھڑے کر دینے والے ہوں گے۔ آج دنیا کے کونے کونے میں اسلام پسند نوجوانوں اور دین کے علمبرداروں کے ساتھ جو کچھ ہو رہا ہے' ان حالات میں صرف وہی سچے ایمان کی پونجی رکھنے والے سعادت مند ثابت قدم رہ سکتے ہیں' جو اللہ کی محبت کو دنیا کی ہر شے کی محبت پر واقعتاً مقدم رکھتے ہوں اور "صبراً یا آل یاسر! ان موعدکم الجنة" (یاسر کے اہل خاندان! صبر سے کام لو' تمہارے لئے جنت یقینی ہے) کو ہر وقت مستحضر رکھتے ہوں' ورنہ انسانیت سوز مظالم کے ان بھیانک مناظر کو دیکھنے یا ان کا شکار ہونے کے بعد اکثر لوگوں کے جی ہار جاتے ہیں اور ان کا وہ رویہ ہوتا ہے' جو غالب نے ذیل کے شعر میں اپنے جفا پیشہ محبوب کے مسلسل اور بری طرح بے وفائی کے رویوں کو برتنے کے بعد کہا ہے:

وفا کیسی' کہاں کا عشق' جب سر پھوڑنا ٹھہرا
تو پھر اے سنگدل! تیرا ہی سنگ آستاں کیوں ہو؟

بلکہ سچے مومن بندے نہ صرف سارے مادی اسباب' بلکہ جان عزیز کو راہ خدا میں نچھاور کر کے یہ کہتے ہیں:

جان دی' دی ہوئی اسی کی تھی
حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

کیونکہ جان گنوا کر وہ زندگی دوام پالیتے ہیں اور محبت الٰہی کا کچھ لطف اٹھانے کا انہیں موقع مل جاتا ہے کیونکہ بقول مفتی صدرالدین آزردہ:

اے دل! تمام نفع ہے' سودائے عشق میں
اک جان کا زیاں ہے' سو ایسا زیاں نہیں

الٰہی! اپنے دشمنوں کو رگیدنے' دنیا کے ہر کونے میں انہیں کھدیڑنے اور کتوں کی طرح مار بھگانے کی راہ پر ہمیں ثابت قدم رکھ' ہمیں آخری فتح تک جمائے رکھ' تا آنکہ تیرا کلمہ سربلند ہو' عدل و انصاف کا بول بالا ہو' حق کا سرا اونچا ہو' ظلم اور ظالموں کا سر نیچا ہو' باغیوں اور سرکشوں کو ہمہ گیر پسپائی کا سامنا ہو' بدکار صہیونیوں' صلیبیوں اور صنم پرستوں کو آخرت سے پہلے اس دنیائے فانی کی بھی ذلت نصیب ہو' جو تیری راہ سے روک رہے ہیں' تیرے بندوں کو بے دریغ مار رہے ہیں' تیرے وفاداروں پر ظلم و ستم کے پہاڑ توڑ رہے ہیں جن کا اس کے سوا کوئی قصور نہیں کہ وہ تیرے سوا کسی کو پوجنا نہیں چاہتے' زمین میں فساد مچا رہے ہیں' وہ تکبر و تجبر اور ظلم و جارحیت کی تمام حدیں پار کر چکے ہیں' بے شک تو ہر وقت' ہر جگہ' ہر چیز پر قادر ہے۔ ہم قصوروار و گناہ گار ہیں' لیکن یہ تیرے دشمن تو سرے سے تیرے منکر ہیں۔ بارالٰہا! ہم تیری مدد کے بھکاری ہیں اور تیرے در کے سوالی ہیں' تو ہمیں محروم نہ کر۔

☆☆..........☆☆

حضرت مولانا منظور احمد چنیوٹیؒ

چند یادیں' چند باتیں

مولانا اللہ وسایا

حضرت مولانا منظور احمد چنیوٹیؒ راجپوت برادری سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ کا خاندان چنیوٹ کی مشہور زمانہ صنعت ''چوب سازی'' سے وابستہ تھا۔ آپ ۳۱/ دسمبر ۱۹۳۱ء کو پیدا ہوئے۔ اسلامیہ ہائی اسکول چنیوٹ میں چھٹی جماعت تک تعلیم حاصل کی۔ قاری گلزار احمد اور حضرت مولانا دوست محمد ساقی سے دینی تعلیم حاصل کی۔ اس زمانہ میں دن کو لکڑ سازی کے کام میں مشغول رہتے۔ شام کو مولانا دوست محمد ساقی سے دینی کتب کی تعلیم حاصل کرتے۔ آفتاب العلوم مدرسہ میں بھی زیر تعلیم رہے۔

قیام پاکستان کے کچھ سال بعد حالات سازگار ہونے پر جامعہ خیر المدارس ملتان میں داخلہ لیا۔ جامع المعقول و المنقول حضرت مولانا عبدالرحمٰن کامل پوریؒ کے دارالعلوم ٹنڈوالہ یار چلے جانے کے باعث پوری جماعت کے ساتھیوں سمیت ٹنڈوالہ یار چلے گئے۔ قیام پاکستان کے بعد ٹنڈوالہ یار کو دارالعلوم دیوبند ثانی کہا جاتا تھا۔ وہاں حضرت مولانا بدر عالم میرٹھی' حضرت مولانا محمد یوسف بنوری رحمہما اللہ ایسے نابغہ روزگار حضرات سے آپ نے دورۂ حدیث شریف کی تعلیم حاصل کی۔ جامعہ خیر المدارس کے موجودہ صدر و مفتی' پیر طریقت حضرت مولانا مفتی عبدالستار مدظلہ آپ کے ساتھیوں میں تھے۔ یہ ۱۹۵۱ء کی بات ہے' اسی سال دورۂ حدیث شریف سے فارغ ہوتے ہی ملتان میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے دارالمبلغین میں استاذ محترم فاتح قادیان حضرت مولانا محمد حیاتؒ سے آپ نے ردِ قادیانیت کا کورس کیا۔ قیام ملتان کے دوران آپ حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ' حضرت مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ' حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ کی صحبتوں سے فیضیاب ہوتے رہے۔ حضرت مولانا سید بدر عالم میرٹھیؒ' حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ اور فاتح قادیان حضرت مولانا محمد حیاتؒ ان تینوں اساتذہ پر آپ زندگی بھر دل و جان سے فدا رہے۔ ویسے تو تمام اساتذہ سے آپ کا ادب و احترام کا رشتہ تھا' لیکن ان تین متذکرہ حضرات کے آپ شیدائی تھے' حضرت مولانا محمد حیاتؒ فاتح قادیان بھی اپنے دیگر نامور شاگردوں حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ' حضرت مولانا محمد لقمان علی پوریؒ' حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ کی طرح حضرت مولانا منظور احمد چنیوٹیؒ کے بہت قدردان تھے۔

۱۹۵۲ء میں آپ نے مدرسہ دارالہدیٰ چوکیرہ میں تدریس شروع کی۔ فراغت کو دو سال اور تدریس کو ایک سال بھی مکمل نہ گزرا تھا کہ مشہور زمانہ تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء چلی۔ اکتوبر ۱۹۹۱ء میں مجلس تحفظ ختم نبوت کے شعبہ نشر و اشاعت نے ''تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء'' کے نام سے سوا نو سو صفحات کی کتاب شائع کی۔ اس کتاب کی ترتیب کے وقت حضرت مولانا منظور احمد چنیوٹیؒ سے ایک انٹرویو لیا تھا جو پیش خدمت ہے۔ حضرت مولانا منظور احمد چنیوٹیؒ اپنے بارے میں فرماتے ہیں:

''میں دورۂ حدیث سے تازہ فارغ ہوا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے دارالمبلغین میں فاتح قادیان حضرت مولانا محمد حیاتؒ سے ردِ قادیانیت کا کورس کیا اور سرگودھا کے علاقہ چوکیرہ کے مدرسہ میں ابتدائی مدرس لگ گیا۔ تحریک چل نکلی تو رفقاء کو لے کر سرگودھا آیا۔ حضرت مولانا مفتی محمد شفیع سرگودھویؒ اور دوسرے حضرات گرفتار ہو چکے تھے۔ سرگودھا کے دیہات میں لوگوں کو تیار کرنے کا پروگرام میرے ذمہ لگا۔ دورہ کرکے واپس چنیوٹ آیا' جامعہ محمدی سے

مولانا محمد ذاکر کے شاگردوں کی جماعت کے ساتھ چنیوٹ ریلوے اسٹیشن سے جلوس کے ہمراہ گرفتار ہوا۔ ان دنوں چنیوٹ میں سوائے معدودے چند کے مجھے کوئی نہ جانتا تھا۔ مجھے بھی جامعہ محمدی کا ایک مولوی سمجھا گیا' جیل میں چند ماہ گرفتار رہ کر رفقاء سمیت رہائی ہوئی۔'' (تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء ص ۸۷۵)

تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء سے رہائی کے بعد چوکیرہ میں حسب سابق کچھ عرصہ پڑھایا۔ ۱۹۵۴ء میں جامعہ عربیہ چنیوٹ میں تشریف لائے۔ رد قادیانیت کے خلاف کام کرنے کی فاتح قادیان حضرت مولانا محمد حیاتؒ نے جو جوت جگائی تھی اس نے کام شروع کیا۔ اس زمانہ میں دریائے چناب کے اس پار چناب نگر (سابقہ ربوہ) میں مرزا محمود کا کفر عروج پر تھا۔ جامعہ عربیہ چنیوٹ کے طلباء جامعہ احمدیہ چناب نگر کے طلباء سے گفتگو کے لئے جاتے۔ واپسی پر حضرت مولانا منظور احمد چنیوٹیؒ کو رپورٹ سناتے۔ آپ انہیں قادیانیوں کو چاروں شانے چت کرنے کے مزید گر سکھلا کر اگلے دن بھیج دیتے۔ اس زمانہ میں ان واقعات سے رد قادیانیت میں آپ کو رد قادیانیت کے موضوع پر رسوخ حاصل ہوا۔ اس دور میں قرب و جوار کے علاقہ میں جمعرات و جمعہ کو آپ کے بیانات کا سلسلہ چل نکلا۔ ابتدا میں قادیانیوں کے خلاف آپ نے رسائل لکھے' جو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت چنیوٹ نے شائع کئے' جن میں انگریزی نبی نامی پمفلٹ خصوصیت سے قابل ذکر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کرم کا معاملہ فرمایا' حضرت مولانا منظور احمد چنیوٹیؒ کا اخلاص و محنت رنگ لائی' آپ کے ملک بھر میں تبلیغی دورے ہونے لگے' جوش جوانی میں آپ گھنٹوں قادیانیت کے خلاف بے تکان بولتے۔

اس زمانہ میں آپ نے قادیانی سربراہ مرزا محمود کو مباہلہ کا چیلنج دیا' مرزا محمود کے حواریوں نے مناظرانہ نکتہ پیدا کیا کہ ان کے سربراہ کے مقابلہ میں آپ کی کوئی حیثیت نہیں' آپ نے مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ' جمعیت علمائے اسلام پاکستان کے ناظم اعلیٰ حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ' تنظیم اہل سنت پاکستان کے سربراہ حضرت مولانا دوست محمد قریشیؒ' اشاعت التوحید کے سربراہ شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خانؒ سے ان چار جماعتوں کی اسناد نمائندگی لے کر مرزا محمود کے حواریوں کے اس نکتہ کو ہبا منثورا کر دیا۔ مرزا محمود کو شاید اس کے ابا کے فرشتہ ٹیچی ٹیچی نے چپ کا روزہ رکھنے کا پابند کر دیا۔ حضرت مولانا منظور احمد چنیوٹیؒ نے اشتہار شائع کر کے تاریخ مباہلہ مقرر کر دی۔ مرزا محمود نے پولیس کے دروازہ پر ناک رکھ دی۔ پولیس کی طرف سے اشارہ پا کر کہ: ''مولانا کو میدان میں نہیں آنے دیں گے۔'' مرزا محمود مطمئن ہو گیا۔ پنجاب پولیس جو پاؤں کی مٹی کی بو سونگھ کر مراد کو پالیتی ہے' مولانا چنیوٹیؒ اسے جل دینے میں کامیاب ہو گئے اور مقررہ تاریخ کو میدان مباہلہ میں جا دھمکے۔ مرزائیوں کے اوسان خطا ہو گئے اور انہوں نے ہتھیار ڈال دیئے' جس سے ہمیشہ کی طرح ہاران کا مقدر ٹھہری۔

مرزا ناصر' مرزا طاہر اور مرزا مسرور کو باری باری ان کے قادیانی سربراہ بننے پر مولانا چنیوٹیؒ مباہلہ کے لئے چیلنج دیتے رہے' لیکن کسی کو ان کے مقابلے میں نکلنے کی جرأت نہ ہوئی' تاہم اتنا ہوا کہ قادیانی جماعت کے دل و دماغ پر مولانا چنیوٹیؒ کی عبقری شخصیت کا بھوت سوار ہو گیا۔ ہر قادیانی اپنے آپ کو باون گز کا سمجھتا ہے' لیکن مولانا چنیوٹیؒ کے سامنے وہ بونے نظر آنے لگے۔

ایک وقت آیا کہ حضرت مولانا منظور احمد چنیوٹیؒ کو میدان سیاست میں اترنے کا شوق چرایا۔ مجلس تحفظ ختم نبوت میں نہ کھپ سکے تو جمعیت علمائے اسلام میں چلے گئے' اس کے پلیٹ فارم سے دن رات ایک کر کے قادیانیت کو چرکے لگائے۔ تنظیم اہل سنت' مجاہدین احرار' جمعیت علمائے اسلام کے ''س'' گروپ' پھر متحدہ مجلس عمل میں بادہ پیائی کی۔ اشاعت التوحید کے اسٹیج سے صدائے حق بلند کی۔ مقدر کے دھنی تھے۔ جہاں گئے کامیاب رہے' چنیوٹ میں سیاست میں حصہ لیا' تین بار صوبائی اسمبلی کے ممبر منتخب ہوئے' چنیوٹ کی ضلعی سیاست میں چیئرمین کے منصب پر براجمان ہوئے' اس میدان کو کامیاب سیاستدان کی طرح فتح کیا۔

حضرت مولانا منظور احمد چنیوٹیؒ نے قادیانیت کے خلاف کئی کتب و رسائل لکھے' فقیر راقم الحروف نے ایک ملاقات میں مولانا لال حسین اختر کے رسائل ''احتساب قادیانیت'' کے نام سے اور شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کے رد قادیانیت پر

ختم نبوة

رسائل ''تحفہ قادیانیت'' کے نام سے جمع کرنے کے کام کا تذکرہ کرکے مولانا چنیوٹیؒ سے درخواست کی کہ آپ اپنے رسائل کو بھی یکجا کردیں' انہوں نے فقیر کی اس تجویز سے نہ صرف اتفاق کیا بلکہ اس پر عمل کیا جس سے ''چودہ میزائل'' کے نام سے ان کے چودہ رسائل کتابی شکل میں جمع ہوگئے۔

حضرت مولانا منظور احمد چنیوٹیؒ نے ابتدا میں معین مناظر کے طور پر مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ کے ساتھ قادیانیوں کے خلاف مناظرہ ڈاور اور علامہ خالد محمود دامت برکاتہم کے ساتھ معین مناظر کے طور پر افریقہ میں خدمات سرانجام دیں' مولانا چنیوٹیؒ خود بھی کامیاب مناظر تھے۔ اندرون و بیرون ملک کئی مناظروں میں آپ نے قادیانیوں کو ناکوں چنے چبوائے۔ اسی طرح اندرون و بیرون ملک متعدد علماء کو رد قادیانیت کے موضوع پر تیاری کرائی۔ پوری دنیا میں رد قادیانیت پر آپ کی خدمات کا ایک زمانہ معترف ہے' ان کی للکار حق سے قادیانیت کے بت پر لرزہ طاری ہوجاتا تھا۔

فقیر راقم الحروف سے ان کا محبت و شفقت کا معاملہ تھا۔ اگر کبھی جماعتی امور پر رنجش ہوجاتی تو پہلی ملاقات میں دونوں طرف سے صورتحال کی وضاحت کے بعد دل صاف ہوجاتے۔ الحمدللہ! کبھی تنفر و معاندانہ معاملہ نہیں رہا' مجھے خوب یاد ہے کہ آج سے لگ بھگ پندرہ سال قبل مرید کے کے قریب ایک ایکسیڈنٹ میں آپ زخمی ہوگئے' اس دن عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام امیر مرکزیہ حضرت مولانا خواجہ خان محمد دامت برکاتہم کی زیر صدارت ختم نبوت کانفرنس روڈہ ضلع خوشاب میں جمعہ کے بعد فقیر کا عصر تک بیان ہوا' دعا کے بعد راقم الحروف نماز عصر کی ادائیگی کے لئے نیا وضو بنانے کے لئے کھڑا تھا کہ اتنے میں ایک دوست نے آکر بتایا کہ مولانا چنیوٹی حادثہ کا شکار ہوگئے' یہ سنتے ہی راقم الحروف شدت غم کی وجہ سے کھڑا نہ رہ سکا بلکہ زمین پر بیٹھ گیا اور حالت دگرگوں ہوگئی' میری حالت دیکھ کر اس دوست نے تسلی دی کہ مولانا چنیوٹی کی جان بچ گئی' وہ لاہور کے ایک ہسپتال میں داخل ہیں' اس دن مجھے احساس ہوا کہ میرے دل میں حضرت مولانا چنیوٹیؒ کی کتنی محبت ڈیرہ ڈالے ہوئے ہے' چند دن بعد ان سے ملاقات کے لئے لاہور گیا' میو ہسپتال کے جس کمرہ میں مولانا چنیوٹی علاج کے لئے داخل تھے وہاں دروازے پر ''پیر طریقت مولانا چنیوٹی'' کا بورڈ لگا ہوا دیکھا۔ معلوم ہوا کہ ابھی شیخ الاسلام حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستیؒ ملاقات کے لئے تشریف لائے تھے اور خلافت سے سرفراز فرماگئے۔ مریدوں نے آناً فاناً باہر دروازہ پر پیر طریقت کے الفاظ خوشخط لکھوادیئے۔ حضرت مولانا منظور احمد چنیوٹیؒ سے ملاقات ہوئی' بستر پر دراز تھے' مجھے دیکھ کر سینہ سے لگالیا اور بے ساختہ فرمایا کہ اتنے دنوں سے ملک بھر کے دوست آئے لیکن میں آپ کی راہ دیکھ رہا تھا' آپ میرے مشن کے ساتھی ہیں' یہ کہہ کر بہت دیر تک سینے سے لگائے محبت و شفقت' تعریف و توصیف کے ایسے الفاظ سے میری حوصلہ افزائی فرماتے رہے جنہیں نقل کرتے ہوئے بھی شرم آتی ہے' ان کی یہ محبت دیکھ کر راقم الحروف نے بتایا کہ آپ کے حادثہ کی خبر سن کر میں بھی دل گرفتہ ہوکر زمین سے لگ گیا تھا' اس پر مسکرائے اور فرمایا کہ: ''دونوں طرف ہے آگ برابر لگی ہوئی۔''

حضرت مولانا منظور احمد چنیوٹیؒ خوبیوں کا مجموعہ تھے' لیکن ذاتی طور پر میرے ساتھ ان کا جو معاملہ رہا ہے اس کی روشنی میں ان کے جو اوصاف مجھے معلوم ہیں وہ یہ ہیں کہ:

الف:...... مولانا چنیوٹیؒ صاف دل آدمی تھے' کینہ پرور نہ تھے۔

ب:...... مسئلہ ختم نبوت کی خدمت پر دل و جان سے فدا تھے' قادیانیت کے استیصال کے کام کو عبادت سمجھتے تھے۔ ۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت کے پورے ایام میں آپ بیرون ملک عرب ممالک میں کام کرتے رہے' تحریک چلی' کامیاب ہوئی' اس کے بعد وطن لوٹے اور اپنے مشن میں کامیاب لوٹے۔ ۱۹۸۴ء کی تحریک ختم نبوت میں آپ مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کے رکن رکین تھے' حضرت مولانا خواجہ خان محمد مدظلہ کے احترام میں کسی سے کم نہ تھے' ابھی ''رد قادیانیت کورس کے زریں اصول'' نامی ضخیم کتاب شائع کی تو اس پر دیگر اکابر کے علاوہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ حضرت مولانا خواجہ خان محمد مدظلہ' شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ سے تقریظ لکھوائی' مناظر اسلام حضرت مولانا علامہ خالد محمود اور حضرت مولانا زاہد الراشدی سے

آپ کی محبت یارانہ سے بڑھ کر برادرانہ ہوگئی تھی۔ حضرت مولانا منظور احمد چنیوٹیؒ کا وجود اس دور میں غنیمت تھا‘ فقیر نے آئینہ قادیانیت نامی کتاب پر تقریظ کے لئے عرض کیا تو دو صفحات کی شاندار تقریظ لکھی جس میں میری تعریف کے ایسے الفاظ لکھے جنہیں دیکھ کر مارے شرم کے راقم الحروف اس تقریظ کو شائع کرنے کی جرأت نہ کر پایا‘ وہ تقریظ محفوظ ہے۔ راقم الحروف نے احتساب قادیانیت کی چوتھی جلد میں حضرت مولانا بدر عالم میرٹھیؒ کے رسائل کو جمع کیا‘ حضرت مولانا منظور احمد چنیوٹیؒ چونکہ حضرت مولانا بدر عالم میرٹھیؒ کے شاگرد رشید تھے‘ اس لئے ان رسائل کو یکجا دیکھا تو انتہائی خوش ہوئے۔ ملاقات ہونے پر انہوں نے فرمایا کہ مکہ مکرمہ‘ مدینہ طیبہ‘ حجاز مقدس میں علماء کے سامنے آپ کی اس خدمت کے میں نے قصیدے پڑھے ہیں‘ اس کام کو آپ نے بہت ہی قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھا‘ پھر آپ نے حضرت مولانا بدر عالم میرٹھیؒ کی اس کتاب سے ایک رسالہ کو منتخب کر کے ”شان ختم نبوت“ کے نام سے اسے خود شائع کرایا تو اس کے مقدمہ میں فقیر کے لئے اتنے خیر کے کلمات لکھے جنہیں پڑھ کر شرم سے میرا سر جھک گیا۔

ج:...... حضرت مولانا منظور احمد چنیوٹیؒ کے ساتھ ایک مرتبہ ایک ہی جہاز میں لندن کے سفر کا اتفاق ہوا‘ راقم الحروف کراچی سے جبکہ مولانا چنیوٹی اسلام آباد سوار ہوئے‘ ایئرپورٹ پر یکجا ہوگئے‘ راقم الحروف کی حیرت کی انتہا نہ رہی جبکہ میں نے دیکھا کہ آپ اس وقت بھی کتاب ہاتھ میں لئے مطالعہ میں مصروف تھے۔ ضروری گفتگو کے بعد مصروف مطالعہ ہو جاتے‘ کوئی جدید نکتہ آجاتا تو پھڑک اٹھتے‘ اس دن ان کے کتاب سے رشتہ کے اہتمام کا اندازہ ہو کر خوشی ہوئی کہ ابھی ایسے لوگ موجود ہیں جو اس عمر میں بھی مطالعہ کے خوگر ہیں۔ حضرت مولانا منظور احمد چنیوٹیؒ اس سفر میں قادیانی گروہ کے بعض اعتراضات کے جواب پوچھتے رہے۔ ان کا مقصود میرا امتحان نہ تھا‘ بلکہ کوئی جدید نکتہ سنتے تو سر دھنتے اور اگر جواب میں کوئی جھول دیکھتے تو تصحیح فرما کر مجھے حوصلہ دیتے۔

د:...... مولانا چنیوٹیؒ عمر بھر کام‘ کام اور صرف کام کرتے رہے‘ محنت و کوشش یعنی جہد مسلسل سے ان کی زندگی عبارت تھی‘ جس کام کو شروع کرتے اسے نتیجہ پر پہنچا کر دم لیتے تھے۔

ھ:...... مولانا چنیوٹیؒ گفتگو بڑی مربوط کرتے تھے‘ کوئی بات بیان کرتے تو اس کی تمام تر جزئیات گفتگو میں سمیٹ لیتے تھے۔

کچھ عرصہ پہلے اخبار میں پڑھا تھا کہ آپ بیمار ہیں‘ ملاقات کے لئے پر تولے‘ اتنے میں ان کے ادارہ کے استاذ مولانا مشتاق احمد چنیوٹی ملتان آئے‘ انہوں نے طبیعت کے بارے میں اطمینان بخش کیفیت بتلائی تو تسلی ہوئی‘ اسی عرصہ میں لاہور جانا ہوا‘ وہاں حضرت مولانا محب النبی کے جامعہ میں ختم نبوت کانفرنس میں بیان ختم کر کے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے کہ اسی اثنا میں کسی دوست نے رقعہ تھما دیا کہ حضرت مولانا منظور احمد چنیوٹیؒ شریف کمپلیکس رائیونڈ میں زیر علاج ہیں‘ ان کے لئے دعا کر دیں‘ دعا ہوئی‘ اگلے دن صبح کی نماز کے بعد میں اپنے شیخ و مرشد حضرت اقدس مولانا سید نفیس الحسینی دامت برکاتہم کی زیارت و شرف حصول دعا کے بعد عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لاہور کے جواں سال فاضل مبلغ و عالم دین مولانا عزیز الرحمن ثانی کے ہمراہ مولانا چنیوٹیؒ سے ملاقات کے لئے ہسپتال حاضر ہوا‘ ہمیشہ کی طرح آپ کے چھوٹے صاحبزادے مولانا بدر عالم چنیوٹی خدمت پر مامور تھے‘ کمرہ میں حاضری ہوئی‘ مولانا چنیوٹیؒ نیم خوابیدہ تھے‘ مولانا بدر عالم نے میرے روکنے کے باوجود آؤ دیکھا نہ تاؤ مولانا چنیوٹیؒ کو جگا دیا‘ میرا نام سن کر مولانا چنیوٹیؒ اٹھ بیٹھے‘ مجھے گلے سے لگایا‘ اپنی بیماری کی تفصیلات بلکہ جزئیات کو ترتیب سے سنایا‘ پھر فرمایا کہ مولانا محمد الیاس چنیوٹی (مولانا چنیوٹیؒ کے بڑے صاحبزادے) حجاز مقدس گئے‘ رابطہ عالم اسلامی سے منسلک حضرات سے ملے‘ انہیں میری بیماری کی تفصیلات بتائیں‘ ان حضرات نے کاغذات تیار کر کے سعودی حکومت کے وزیر صحت کو بھجوائیں‘ لیکن مولانا محمد الیاس چنیوٹی ان تک پہنچ نہ پائے‘ اسی اثنا میں مولانا محمد الیاس چنیوٹی میاں محمد شریف و میاں محمد نواز شریف صاحبان سے جدہ میں ملے اور انہیں حضرت مولانا منظور احمد چنیوٹیؒ کی بیماری کی بابت بتایا‘ ان حضرات نے رائیونڈ میں اپنے ہسپتال میں علاج کے لئے ہدایات جاری کیں جس پر حضرت مولانا منظور احمد چنیوٹیؒ رائیونڈ میں ان کے ہسپتال میں علاج کے لئے تشریف لائے‘ پھر مولانا چنیوٹیؒ نے علاج کی تفصیلات بیان کیں‘ حسب عادت راقم الحروف ان کی

دلبستگی کے لئے بجلی جیسی گفتگو کرتا۔ باجسے سن کر وہ مسکراتے رہے' صاحبزادہ مولانا بدر عالم چنیوٹی نے بتایا کہ اتنے دنوں کے بعد مولانا چنیوٹیؒ آج صرف آپ کی باتیں سن کر مسکرائے ہیں' پھر قادیانی اوقاف' شناختی کارڈ کے معاملہ پر مولانا چنیوٹیؒ سے مشاورت ہوئی' دوران گفتگو راقم الحروف نے انہیں احتساب قادیانیت کی تیرہویں جلد کے شائع ہونے کی خوشخبری سنائی جسے سنتے ہی آناً فاناً انہوں نے اپنے دونوں ہاتھوں سے میرے چہرے کو تھام کر میری پیشانی کا بوسہ لیا اور آنکھوں میں آنسو بھر لائے اور فرمایا کہ آپ نے اکابر امت کے کام کو زندہ جاوید کر دیا ہے۔ ان کی شفقتوں سے مالا مال ہو کر اجازت مانگی کیونکہ اسی دن اسلام آباد کانفرنس میں شریک ہونا تھا' دوسری ملاقات کے بارے میں طے ہوا' ان سے اجازت لی تو طبیعت مطمئن تھی کہ الحمدللہ! علاج سے افاقہ ہو رہا' اللہ کا شکر ادا کر کے ہسپتال سے باہر آئے۔

چند دن بعد مدرسہ ختم نبوت چناب نگر کی تعمیر کے لئے آنا ہوا۔ ۲۷/ جون ۲۰۰۴ء مطابق ۸/ جمادی الاول ۱۴۲۵ھ پونے بارہ بجے کے قریب فون کی گھنٹی بجی' ریسیور اٹھایا تو اطلاع ملی کی حضرت مولانا منظور احمد چنیوٹی اللہ کو پیارے ہوگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ دل کو یقین نہ آیا' خبر کو صحیح ماننے کے لئے طبیعت آمادہ نہ تھی' ادھر ادھر فون کئے' بالآخر مولانا عبدالوارث چنیوٹی مدظلہ اور مولانا مرحوم کے گھر سے اس خبر کی تصدیق ہوگئی' سوائے صبر کے اور کوئی چارہ نہ تھا' معلوم ہوا کہ گیارہ بجکر دس منٹ پر ان کا وصال ہوا' پہلی نماز جنازہ لاہور میں جبکہ دوسری چنیوٹ میں ہوگی' یہ بھی معلوم ہوا کہ مولانا چنیوٹیؒ نے وصیت کی تھی کہ لاہور میں ان کی نماز جنازہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے نائب امیر مرکزیہ شیخ الشیوخ حضرت سید نفیس الحسینی شاہ دامت برکاتہم پڑھائیں اور چنیوٹ میں ان کی نماز جنازہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ شیخ المشائخ خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد دامت برکاتہم العالیہ پڑھائیں۔ دفتر مرکزیہ فون کر کے حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری مدظلہ کو خبر دی' انہوں نے لاہور' سرگودھا' اسلام آباد فون کر کے مختلف حضرات کو اطلاع دینے کی ڈیوٹی لگائی۔ لاہور میں حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی' حضرت مولانا عزیز الرحمٰن ثانی اور قاری حفیظ اللہ اور دوسرے دوست بھاگم بھاگ جامعہ اشرفیہ پہنچے اور مولانا چنیوٹیؒ کی تجہیز و تکفین میں شرکت کی سعادت حاصل کی۔

لاہور سے مولانا چنیوٹیؒ کے صاحبزادے مولانا ثناء اللہ چنیوٹی نے فون پر نماز جنازہ کے بارے میں مولانا مرحوم کی وصیت کا تذکرہ کیا' راقم الحروف نے انہیں بتایا کہ مولانا عبدالوارث چنیوٹی اور محمد الیاس چنیوٹی اس سلسلے میں خانقاہ سراجیہ رابطہ کر رہے ہیں اور راقم الحروف بھی رابطہ کر رہا ہے۔ خانقاہ سراجیہ میں حضرت امیر مرکزیہ کو ناسازی طبع کے باعث ڈاکٹروں نے سفر کی اجازت نہ دی۔ البتہ حضرت امیر مرکزیہ نے اپنے صاحبزادگان اور خانقاہ کے دوسرے احباب کا بھرپور وفد جنازہ میں شرکت کے لئے روانہ فرمایا۔ ۲۷/ جون کو ہی شام پانچ بجے جامعہ اشرفیہ میں ایک جم غفیر نے حضرت اقدس سید نفیس شاہ الحسینی دامت برکاتہم کی امامت میں مولانا چنیوٹیؒ کی نماز جنازہ پڑھنے کی سعادت حاصل کی۔ ۲۸/ جون کو چنیوٹ میں تقریباً نو بجے صبح اسلامیہ کالج کے پارک میں مولانا چنیوٹیؒ کی نماز جنازہ ادا کی گئی' یہ چنیوٹ کی تاریخ کا مثالی جنازہ تھا' ملک کے طول و عرض سے مسلمانوں نے نماز جنازہ میں شرکت کی جن میں اکثریت علماء اور طلباء کی تھی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم اعلیٰ حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری مدظلہ کی قیادت میں حضرت صاحبزادہ طارق محمود' مولانا غلام مصطفیٰ اور مدرسہ ختم نبوت چناب نگر کے اساتذہ' طالب علموں اور نمازیوں نے مجلس کی نمائندگی کی۔

حضرت مولانا منظور احمد چنیوٹیؒ سے یادوں کی مختصر رام کہانی برجستہ لکھ دی ہے۔ حضرت مولانا منظور احمد چنیوٹی! آپ چلے گئے' ہم آج نہیں تو کل آپ کے پاس آ رہے ہیں' آپ کے ساتھ جو وقت بیتا' وہ لوگوں کو سنا دیا' آپ کے بعد جو بیتے گی وہ آ کر عالم ارواح میں آپ کو سنائیں گے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو ابدی راحتیں نصیب کرے' آپ کی محنتوں کو اپنی رحمتوں کے صدقہ میں قبول فرمائے' آپ کے درجات بلند فرمائے' اللہ تعالیٰ بقیہ زندگی میں ہمیں بھی اپنی مرضیات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے' ٹوٹی پھوٹی جو بھی بس میں ہے ختم نبوت کی خدمت سے محروم نہ فرمائے اور خاتمہ ایمان پر فرمائے۔ آمین' ثم آمین۔

☆☆..........☆☆

مرزا قادیانی اور ”نکاح آسمانی“

کسی آدمی کا شادی کے لئے کسی لڑکی کا انتخاب کرنا اور اس کے لئے پیغام دینا کوئی معیوب بات نہیں، لیکن ایک پچاس سالہ بوڑھے کا ایک کم سن بچی پر نظر کرکے اس کی طلب وہوس میں دن رات تڑپنا کسی شریف آدمی کا کام نہیں۔ پھر یہ مسئلہ اس وقت اور بھی شدید ہوجاتا ہے جب اس لڑکی کا والد کسی مجبوری میں اس شخص کے پاس آئے اور وہ اس شخص کی مجبوری سے فائدہ اٹھا کر اس لڑکی کو پانے کی کوشش کرے اور انکار پر طرح طرح کے لالچ اور انعام کے وعدے کرے اور پھر موت کی دھمکیوں پر اتر آئے۔ یہ پرلے درجے کی بداخلاقی اور غنڈہ گردی سمجھی جاتی ہے اور معاشرہ ایسے شخص کو بے حیاء اور بدمعاش کہتا ہے، پھر یہ بات اس وقت اور بھی سنگین ہوجاتی ہے جب اس قسم کی اوچھی حرکتیں کرنے والا شخص مامور من اللہ ہونے کا مدعی ہو اور اپنے آپ کو خدا کے نبی کے روپ میں پیش کررہا ہو۔

خدا تعالیٰ کے محبوبین اور مقبولین اخلاق و کردار کی اس بلندی پر فائز ہوتے ہیں، جس پر خدا کے معصوم فرشتوں کو بھی رشک آتا ہے۔ مخالفین ان کے دعوے کی تکذیب تو کرتے ہیں لیکن کبھی ان کا اخلاق زیر بحث نہیں آتا۔ شدید ترین مخالفین بھی اللہ کے محبوبین کے اعلیٰ اخلاق و کردار کو تسلیم کرتے ہیں اور انہیں صادق و امین اور عفیف مانے بغیر انہیں بھی چارہ نہیں ہوتا۔

اس کے مقابلہ میں جو لوگ خدا کے نام پر جھوٹی آواز لگاتے ہیں اور افتراء علی اللہ اور افتراء علی الرسول کے مجرم ہوتے ہیں، وہ اخلاق و کردار کے اعتبار سے اس قدر گرے ہوئے ہوتے ہیں کہ کوئی بھی مہذب معاشرہ ایسے آدمی کو شریف کہنا گوارا نہیں کرتا۔ وہ اوّل مرحلے پر ہی اپنے آپ کو اس قدر ننگا کردیتے ہیں کہ ذرا سی سمجھ رکھنے والا انسان یہ کہنے پر مجبور ہوجاتا ہے کہ جو شخص اس قدر بداخلاق اور بدکردار ہے وہ مامور من اللہ تو کجا ایک شریف انسان کہلانے کے بھی قابل نہیں۔ جب ایک فراڈی آدمی کو کوئی شخص صالح

مولانا محمد اقبال

اور پرہیزگار نہیں کہہ سکتا تو ایک بدکردار آدمی کو مامور من اللہ کیسے تسلیم کیا جاسکتا ہے؟ مولانا رومیؒ نے ایسے ہی فراڈی قسم کے لوگوں کے بارے میں کہا تھا:

”گر ولی ایں است لعنت برایں ولی“

قادیان کے مرزا غلام احمد قادیانی کو قادیانی لوگ خدا کا نبی اور اس کا مامور مانتے ہیں اور مسلمانوں سے کہتے ہیں کہ اس پر ایمان لاؤ گے تو جنت میں جاؤ گے اور اسے نہ ماننے والا حرام زادہ ہے۔ اہل اسلام تو سرے سے ہی اسے پرلے درجے کا جھوٹا سمجھتے ہیں اور اس کے دعوئی کی بنا پر اسے اسلام سے خارج جانتے ہیں، لیکن جو لوگ اسے مانتے ہیں انہیں غور کرنا چاہئے کہ انہوں نے کس کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دیا ہے؟ اگر قادیانی عوام علمی بحثوں کو علماء تک محدود رکھیں اور مرزا غلام احمد قادیانی کو اخلاق و کردار اور اس کے کریکٹر کے آئینہ میں دیکھیں تو ہمیں امید ہے کہ انشاء اللہ انہیں سیدھا راستہ پانے میں کوئی دقت پیش نہیں آئے گی اور وہ بڑی سے بڑی قربانی دے کر بھی قادیانیت کا طوق اپنے گلے سے اتار پھینکیں گے۔ آج کی مجلس میں ہم بتائیں گے کہ مرزا غلام احمد قادیانی بداخلاقی کی کس سطح پر پہنچ چکا تھا۔ اللہ تعالیٰ قادیانی عوام کو سمجھنے کی توفیق دے۔ آمین۔

ایک مرتبہ مرزا غلام احمد قادیانی کی نظر ایک کم سن لڑکی پر پڑی جو اس کے دل کو بھاگئی۔ تحقیق کرنے پر اسے پتہ چلا کہ یہ اس کے ایک قریبی رشتہ دار کی بچی ہے۔ انہی دنوں اس بچی کے والد کو کسی ضروری کام کے سلسلے میں مرزا غلام احمد قادیانی کے پاس آنا پڑا۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے مختلف بہانوں کے ذریعہ اسے ٹالنے کا ناٹک کھیلا مگر جب وہ کسی طرح بھی نہ ٹلا تو مرزا قادیانی نے کہا کہ میں ایک شرط پر تمہارا یہ کام کرنے کے لئے تیار ہوں، وہ شرط کیا تھی؟ اسے پڑھئے:

”خدا تعالیٰ کی طرف سے مجھ کو یہ الہام ہوا ہے کہ تمہارا یہ کام اسی شرط پر ہوسکتا ہے کہ اپنی لڑکی کا نکاح مجھ سے کردو۔“

(آئینہ کمالات اسلام ص:۲۳۰)

ختم نبوۃ

یہ شخص احمد بیگ تھا اور اس کی بچی محمدی بیگم تھی۔ احمد بیگ نے جب مرزا غلام احمد قادیانی کی یہ بات سنی تو اس کے ہوش اڑ گئے کہ ایک ایسا شخص جو مامور من اللہ ہونے کا دعویٰ کرتا ہے' ایک کام کے لئے میری کم سن بچی مانگ رہا ہے۔ چنانچہ اس نے مرزا غلام احمد قادیانی کی یہ شرط ماننے سے انکار کر دیا اور بغیر کام کرائے واپس چلا آیا۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے احمد بیگ کو مختلف ذرائع سے سمجھانے اور منانے کی کوشش کی' مگر غیرت مند باپ کسی طرح بھی اپنی بچی کا نکاح مرزا غلام احمد قادیانی سے کرنے کے لئے تیار نہ ہوا۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے اس بچی کو پانے کے لئے خدا کی وحی آنے کی خبر دی اور احمد بیگ کے خاندان کو رحمتوں اور برکتوں کے ملنے کی خوشخبری دی' مرزا غلام احمد قادیانی لکھتا ہے:

''اس خدائے قادر مطلق نے مجھے فرمایا ہے کہ اس شخص کی دختر کلاں کے نکاح کے لئے سلسلہ جنبانی کر اور ان کو کہہ دے کہ تمام سلوک و مروت تم سے اسی شرط پر کیا جائے گا اور یہ نکاح تمہارے لئے موجب برکت اور ایک رحمت کا نشان ہوگا اور ان تمام رحمتوں اور برکتوں سے حصہ پاؤ گے جو اشتہار ۲۰/فروری ۱۸۸۰ء میں درج ہیں۔''

(سیرت المہدی ص:۱۵ ج:اول)

مرزا غلام احمد قادیانی نے یہ بھی لکھا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا جس کا مفہوم یہ ہے کہ: ''احمد بیگ کی دختر کلاں محمدی بیگم کے لئے ان سے تحریک کر' اگر انہوں نے مان لیا تو یہ ان کے لئے رحمت کا ایک نشان ہوگا اور یہ خدا کی طرف سے بے شمار رحمت و برکت پائیں گے۔'' (ایضاً ص:۱۹۵)

احمد بیگ نے ان تمام برکتوں اور رحمتوں کو ٹھکرا دیا جو اس نکاح کے نام پر اسے دی جا رہی تھیں' اسے یقین تھا کہ یہ مرزا غلام احمد قادیانی کی نفسانی خواہشات ہیں جسے وہ خدا کے نام پر پیش کر رہا ہے۔ چنانچہ اس نے کھلے عام مرزا غلام احمد قادیانی کی بات ماننے سے انکار کر دیا۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے رشتہ داروں کو خطوط لکھے اور انہیں مجبور کیا کہ احمد بیگ کو اس نکاح کے لئے تیار کیا جائے اور خود احمد بیگ کو ۲۰/فروری ۱۸۸۸ء کو ایک لالچ بھرا خط لکھا کہ اگر تم نے اپنی بچی کا نکاح میرے ساتھ کر دیا تو میں نہ صرف ان کاغذات پر دستخط کرنے کے لئے تیار ہوں بلکہ تمہیں جائیداد بھی ملے گی اور تمہارے لڑکے کو پولیس کی ملازمت بھی دلا دوں گا۔ مرزا غلام احمد قادیانی کے خط کا یہ حصہ ملاحظہ فرمائیے:

''میں اپنی طرف سے تو صرف یہی عرض کرتا ہوں کہ میں آپ کا ہمیشہ ادب و لحاظ رکھتا ہوں اور آپ کو ایک دین دار اور ایمان دار بزرگ تصور کرتا ہوں اور ہبہ نامہ پر جب لکھو حاضر ہو کر دستخط کر جاؤں اور اس کے علاوہ میری املاک خدا کی اور آپ کی ہے اور میں نے عزیزی محمد بیگ (احمد بیگ کے لڑکے) کے لئے پولیس میں بھرتی کرانے کی اور عہدہ دلانے کی خاص کوشش و سفارش کر لی ہے تا کہ وہ کام میں لگ جاوے اور اس کارشتہ میں نے ایک بہت امیر آدمی جو میرے عقیدت مندوں میں ہے تقریباً کر دیا ہے۔''

غلام احمد
لدھیانہ اقبال گنج
۲۰/فروری ۱۸۸۸ء

(منقول از نوشتہ غیب ص:۱۰۰)

مرزا غلام احمد قادیانی نے احمد بیگ سے یہ وعدہ بھی کیا تھا کہ:

''میں آپ سے وعدہ کرتا ہوں کہ آپ کی لڑکی کو اپنی زمین اور مملوکات کا ایک تہائی حصہ دوں گا' اور میں سچ کہتا ہوں کہ اس میں سے جو کچھ مانگیں گے میں آپ کو دوں گا۔'' (آئینہ کمالات مشمولہ روحانی خزائن ص:۲،۵۷۲ ج:۵)

مرزا غلام احمد قادیانی کی یہ تحریر بھی دیکھیں جو وہ خدا کے نام پر پیش کر رہا ہے:

''اللہ تعالیٰ نے مجھ پر وحی فرمائی کہ اس شخص کی بڑی لڑکی کے نکاح کے لئے درخواست کر اور کہہ دے کہ مجھے اس زمین کے ہبہ کرنے کا حکم مل گیا ہے' جس کے تم خواہشمند ہو بلکہ اس کے ساتھ اور زمین بھی دی جائے گی اور دیگر مزید احسانات تم پر کئے جائیں گے بشرطیکہ تم اپنی لڑکی کا مجھ سے نکاح کر دو۔'' (ایضاً ص:۵۷۳)

احمد بیگ نے مرزا غلام احمد قادیانی کی یہ پیشکش بھی ٹھکرا دی۔ مرزا غلام احمد پھر بھی باز نہ آیا' چنانچہ مرزا غلام احمد قادیانی نے التجاؤں کے خطوط لکھے اور کہا کہ اب جب کہ عوام میں یہ بات پھیل گئی ہے کہ خدا کی طرف سے اس رشتہ کا حکم ہے' اس لئے اس میں کوئی تاخیر نہ ہونی چاہئے' اس نے احمد بیگ کے نام ۱۷/جولائی ۱۸۹۲ء کو یہ خط لکھا:

''آپ کو شاید معلوم ہوگا یا نہیں کہ یہ پیشگوئی اس عاجز کی ہزارہا لوگوں میں مشہور ہو چکی ہے اور میرے خیال میں شاید دس لاکھ آدمی سے زیادہ ہوگا کہ جو اس پیشگوئی پر اطلاع رکھتا ہے اور ایک جہاں کی اس طرف نظر لگی

ختم نبوت

ہوئی ہے۔ یہ عاجز آپ سے ملتمس ہے کہ آپ اپنے ہاتھ سے اس پیشگوئی کے پورا ہونے کے لئے معاون بنیں تا کہ خدا تعالیٰ کی برکتیں آپ پر نازل ہوں۔" (منقول از رسالہ کلمۃ الفضل ربانی ص:۱۲۳)

احمد بیگ جانتا تھا کہ یہ مرزا غلام احمد قادیانی کا جھوٹ ہے کہ خدا نے اسے اس نکاح کے لئے کہا ہے۔ اس نے مرزا غلام احمد قادیانی کی کوئی التجا نہ سنی' پھر مرزا غلام احمد قادیانی نے احمد بیگ کو خدا کے عذاب کی دھمکیاں بھی سنائیں' احمد بیگ اسے بھی کسی خاطر میں نہ لایا اور اپنی بچی کو ایک دائم المریض اور مراق کو دینے کے لئے ہرگز راضی نہ ہوا۔

مرزا غلام احمد قادیانی کو معلوم ہوا کہ محمدی بیگم کا ایک ماموں ہے جو بہت بااثر ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے منصوبہ بنایا کہ اسے رشوت دے کر یہ رشتہ حاصل کیا جائے۔ مرزا بشیر احمد لکھتا ہے کہ:

"محمدی بیگم کے نکاح کا عقدہ زیادہ تر اسی شخص کے ہاتھ میں تھا' اس لئے حضرت صاحب (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی) نے اس سے کچھ انعام کا وعدہ بھی کر لیا تھا۔" (سیرت المہدی ص۱۹۳ ج۱)

مرزا غلام احمد قادیانی جب ہر طرف سے ناکام ہوا تو اس نے احمد بیگ کو منوانے کے لئے انتہائی گھناؤنا اور شرمناک طریقہ اختیار کیا' مرزا غلام احمد قادیانی کے بیٹے فضل احمد کی شادی مرزا شیر علی کی لڑکی سے ہوئی تھی اور مرزا شیر علی کی بیوی (فضل احمد کی ساس) احمد بیگ کی بہن تھی۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے مرزا شیر علی اور اس کی بیوی (احمد بیگ کی بہن) کو مسلسل خطوط لکھے اور ان دونوں کو اس نکاح کے حصول میں مدد کرنے کے لئے کہا اور انہیں دھمکی دی کہ اگر احمد بیگ نے اپنی بچی کی شادی مرزا غلام احمد قادیانی سے نہ کی تو وہ اپنے بیٹے فضل احمد سے کہے گا کہ وہ اپنی بیوی (احمد بیگ کی بہن کی لڑکی جو مرزا غلام احمد قادیانی کی بھتیجی) کو طلاق دے دے۔ مرزا غلام احمد نے لدھیانہ سے ۲/مئی ۱۸۹۱ء کو جو خط لکھا' اس خط کا یہ حصہ پڑھئے:

"فضل احمد بھی آپ کی لڑکی کو اپنے نکاح میں نہیں رکھ سکتا۔ فضل احمد آپ کی لڑکی کو طلاق دے دے گا۔ اگر وہ طلاق نہیں دے گا تو میں اس کو عاق اور لاوارث کردوں گا۔ آپ اس وقت کو سنبھال لیں۔" (کلمۃ الفضل ربانی ص:۱۲۶)

پھر ۴/مئی ۱۸۹۱ء کو مرزا غلام احمد قادیانی نے احمد بیگ کی بہن (محمدی بیگم کی ممانی اور فضل احمد کی ساس) کے نام بھی دھمکی آمیز خط لکھا۔ اس خط کا یہ حصہ ملاحظہ فرمائیے:

"اپنے بھائی احمد بیگ کو جس طرح بھی تم سمجھا سکتی ہو' اس کو سمجھا دو اور اگر ایسا نہ ہوگا تو آج میں نے مولوی نورالدین (میرے بیٹے) فضل احمد کو خط لکھ دیا ہے کہ اگر تم اس ارادہ سے باز نہ آؤ تو فضل احمد عزت بی بی کے لئے طلاق نامہ لکھ دے اور اگر فضل احمد طلاق نامہ لکھنے سے گریز کرے یا عذر کرے تو اس کو عاق کیا جاوے اور اپنے بعد اس کو وارث نہ سمجھا جاوے اور ایک پیسہ اس کو وراثت کا نہ ملے۔ اگر فضل احمد نے نہ مانا تو میں فی الفور اس کو عاق کردوں گا اور پھر وہ میری وراثت سے ایک دانہ نہیں پا سکتا اور اگر آپ اس وقت اپنے بھائی کو سمجھا لو تو آپ کے لئے بہتر ہوگا۔"

(منقول از نوشتہ غیب ص۱۲۸)

مرزا شیر علی نے مرزا غلام احمد قادیانی کے دھمکی آمیز خط کا جواب دو دن کے اندر دے دیا۔ مرزا شیر علی کا خط دیکھئے' اس سے آپ کو مرزا غلام احمد قادیانی کو سمجھنے میں بہت حد تک مدد ملے گی' مرزا شیر علی نے لکھتے ہیں:

"گرامی نامہ پہنچا' آپ جو کچھ بھی تصور کریں آپ کی مہربانی ہے۔ ہاں مسلمان ضرور ہوں' مگر آپ کی خود ساختہ نبوت کا قائل نہیں ہوں اور خدا سے دعا کرتا ہوں کہ وہ مجھے سلف صالحین کے طریقے پر ہی رکھے اور اسی پر میرا خاتمہ بالخیر کرے۔ احمد بیگ کے متعلق میں کر ہی کیا سکتا ہوں؟ وہ ایک سیدھا سادہ مسلمان آدمی ہے' جو کچھ ہوا آپ کی طرف ہی سے ہوا' نہ آپ فضول ایمان گنواتے اور الہام بیان کرتے اور نہ مرنے کی دھمکیاں دیتے اور نہ وہ کنارہ کش ہوتا۔ آپ خیال کریں کہ اگر آپ کی جگہ احمد بیگ ہوا اور احمد بیگ کی جگہ آپ ہوں تو خدا لگتی کہنا کہ تم کن کن باتوں کا خیال کر کے رشتہ دو گے؟ اگر احمد بیگ سوال کرتا اور وہ مجمع الامراض ہونے کے علاوہ پچاس سال سے زیادہ عمر کا ہوتا اور اس پر وہ مسیلمہ کذاب کے کان کتر چکا ہوتا تو کیا آپ رشتہ دیتے؟ آپ کو خط لکھتے وقت یوں آپے سے باہر نہیں ہونا چاہئے' لڑکیاں سب ہی کے گھروں میں ہیں' کچھ حرج نہیں' اگر آپ طلاق دلوائیں گے تو یہ

ختم نبوت

بھی ایک ''پیغمبری'' کی نئی سنت دنیا پر قائم کرکے بدنامی کا سیاہ داغ مول لیں گے۔ باقی روٹی تو خدا اس کو بھی کہیں سے دے ہی دے گا' تر نہ سہی خشک سہی' مگر وہ خشک بہتر ہے جو پسینہ کی کمائی سے پیدا کی جاتی ہے۔ میری بیوی کا کیا حق ہے کہ وہ اپنی بیٹی (مرزا غلام احمد قادیانی کی بہو جسے اپنے لڑکے سے طلاق دلوانے کی مسلسل دھمکیاں دیتا رہا ہے) کے لئے اپنے بھائی کی لڑکی کو ایک دائم المریض آدمی کو جو مراق سے خدائی تک پہنچ چکا ہو' (دلوانے کے لئے) کس طرح لڑے؟''

خاکسار: شیر علی

۴/مئی ۱۸۹۱ء

مرزا شیر علی کے اس خط میں مرزا غلام احمد قادیانی کی صحیح تصویر کھینچی گئی ہے اور بتایا گیا ہے کہ وہ کس سطح کا آدمی ہے' نہ صرف یہ کہ اس کی نبوت خود ساختہ ہے بلکہ وہ اس دعویٰ میں مسیلمہ کذاب کے بھی کان کتر چکا ہے اور بلیک میلنگ میں بھی اس کا کوئی جواب نہیں ہے۔ اس پر مستزاد یہ کہ وہ جسمانی بیماریوں کا بھی مجموعہ ہے اور مراقی ہے' پھر مرزا شیر علی نے اپنے اس خط کے ذریعہ مرزا غلام احمد قادیانی پر بڑا لطیف طنز کیا ہے اور واضح کیا ہے کہ اس کی کمائی کے ذرائع کیا ہے؟

مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے سمدھی کو یہ بھی لکھا کہ وہ اپنی بیوی سے کہے کہ وہ اپنے بھائی (احمد بیگ) سے اس معاملہ پر جھگڑا کرکے بھی شادی روک دے اور کسی طرح بھی اسے میرے ساتھ نکاح کے لئے تیار کرے۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے شیر علی کے نام ۴/مئی ۱۸۹۱ء کو ایک خط لکھا کہ آپ احمد بیگ کو پورے زور سے خط لکھیں کہ (وہ محمدی بیگم کا دوسری جگہ نکاح کرنے سے) باز آجائیں اور اپنے گھر کے لوگوں (یعنی بیوی وغیرہ) کو تاکید کریں کہ وہ بھائی کو لڑائی کرکے روک دیوے ورنہ مجھے خدا تعالیٰ کی قسم ہے کہ اب ہمیشہ کے لئے یہ تمام رشتے ناتے توڑ دوں گا۔

یہ بھائی بہن کو آپس میں لڑانے کی کوشش کیا کسی شریف آدمی کا کام ہو سکتا ہے؟ سو احمد بیگ اپنی لڑکی کو مرزا غلام احمد قادیانی کے نکاح میں دینے کے لئے کسی طرح تیار نہ تھا' ادھر مرزا غلام احمد قادیانی چاہتا تھا کہ ہر قیمت پر اسے احمد بیگ کی بچی مل جائے۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے آخر کار اپنے بیٹے فضل احمد کو مجبور کردیا کہ وہ اپنی بیوی کو طلاق دے دے۔ اس نے بادل نخواستہ اپنی بیوی کو طلاق دے دی۔ مرزا غلام احمد قادیانی کی پہلی بیوی اور اس کے بیٹے سلطان احمد نے مرزا غلام احمد قادیانی کا ساتھ نہ دیا۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی بیوی کو بھی طلاق دے دی اور اپنے بیٹے سلطان احمد کو اپنی وراثت سے محروم کردیا' یہ اپنی بیوی پر سراسر ظلم اور اپنے بیٹے سے کھلی زیادتی ہے' کیا ایسا آدمی شریف کہلانے کے لائق ہے؟ یہ بات قادیانیوں کے سوچنے کی ہے؟

مرزا غلام احمد قادیانی نے اس رشتہ کے لئے پھر اپنے رشتہ داروں کو خطوط لکھے اور انہیں بھی کہا کہ احمد بیگ کو اس نکاح کے لئے تیار کرو۔

مرزا بشیر احمد لکھتا ہے کہ:

''حضرت (یعنی مرزا قادیانی) نے اس رشتہ کی کوشش میں اپنے بعض رشتہ داروں کو خطوط لکھے اور اس کے لئے بڑی جدوجہد کی۔''

(سیرت المہدی ص:۲۰۵ ج:۱)

مرزا غلام احمد قادیانی سے کہا گیا کہ جب یہ خدا کی بات ہے تو اس میں اتنا شور وغل کیوں کرتے ہو اور اس کے لئے ظلم و زیادتی کہاں جائز ہے؟ مرزا غلام احمد قادیانی نے اس کا یہ جواب دیا کہ:

''اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی پیش گوئی کی جائے تو اسے بغیر کسی فتنہ اور ناجائز طریق کے اپنے ہاتھ سے پورا کرنا نہ صرف جائز بلکہ مسنون ہے۔'' (حقیقت الوحی ص:۱۹۱ روحانی خزائن ج ۲۲ ص ۱۹۸)

مرزا بشیر احمد لکھتا ہے کہ:

''کوئی نبی ایسا نہیں گزرا جس نے باوجود خدائی وعدوں کے اپنی پیشگوئیوں کو پورا کرنے کے لئے ہر جائز طریق پر کوشش نہ کی ہو۔'' (سیرت المہدی ص:۱۹۳ ج:۱)

مرزا غلام احمد قادیانی کی اس بات میں کوئی وزن نہیں۔ اللہ تعالیٰ کا پیغمبر جب کوئی پیشگوئی کرتا ہے تو حالات خود بخود اس کے مطابق ہوتے چلے جاتے ہیں اور پیغمبر کی' کی ہوئی پیشگوئی پوری ہوجاتی ہے۔ مگر یہاں معاملہ عجیب ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے احمد بیگ کی بچی سے نکاح کو خدا کی بات جتلایا۔ اب ضروری تھا کہ وہ اس وقت تک انتظار کرتا جب خدا اپنی بات پوری کر دکھاتا مگر چونکہ یہ بات خدا کی طرف سے نہیں تھی' اس کی اپنی خانہ ساز تھی' اس لئے اس نے سب سے پہلے احمد بیگ کو بلیک میل کیا کہ اس کے قانونی کاغذات پر اس وقت دستخط کرے گا' جب وہ اپنی بچی کا نکاح اس سے کرے گا' مرزا غلام احمد قادیانی نے احمد بیگ کو مال کا لالچ دیا' جائیداد کی پیشکش کی اور اس کے بیٹے کو محکمہ پولیس میں ملازمت دلوانے کی پیشکش کی' اس نکاح کے لئے رشتہ داروں کے ذریعہ احمد بیگ پر

www.amtkn.com www.facebook.com/amtkn313 www.emaktaba.info

دباؤ ڈالا' مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے بیٹے کو مجبور کیا کہ وہ اپنی بیوی کو طلاق دے' یہ عورت احمد بیگ کی عزیزہ تھی' مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی بیوی کو طلاق دی اور اپنے بیٹے کو وراثت سے محروم کیا' کیونکہ وہ اس بات کے لئے مرزا غلام احمد قادیانی کا ساتھ نہ دیتے تھے۔ آپ ہی بتائیں کہ کیا یہ کرتوت کسی شریف آدمی کے ہوا کرتے ہیں؟

محمدی بیگم کے والد احمد بیگ نے مرزا غلام احمد قادیانی کی کوئی بات نہ مانی اور اپنی لڑکی کا رشتہ سلطان محمد نامی شخص کے ساتھ کر دیا۔ مرزا غلام احمد قادیانی کو جب اس بات کی اطلاع ہوئی تو وہ آپے سے باہر ہوگیا اور اس نے کہا کہ چونکہ یہ رشتہ خدا نے میرے ساتھ کر دیا ہے' اس لئے کسی دوسرے کو اس بات کی ہرگز اجازت نہیں کہ وہ میری آسمانی منکوحہ سے رشتہ کرے' اب جو شخص بھی محمدی بیگم سے شادی کرے گا' خدا کی غیرت جوش میں آئے گی اور خدا تعالیٰ ڈھائی سال کے اندر اسے مار ڈالے گا اور اس کے باپ کی بھی خیر نہ ہوگی۔ مرزا غلام احمد قادیانی کا ۱۰/ جولائی ۱۸۸۸ء کا شائع کردہ ایک اشتہار سامنے رکھیں' اس اشتہار میں اس نے لکھا:

> ''اگر (احمد بیگ نے) اس نکاح سے انحراف کیا تو اس لڑکی کا انجام بہت بُرا ہوگا اور جس کسی دوسرے شخص سے بیاہی جائے گی وہ روز نکاح سے اڑھائی سال تک اور ایسا ہی والد اس دختر کا تین سال تک فوت ہو جائے گا اور ان کے گھر میں تفرقہ اور مصیبتیں پڑیں گی اور درمیانی زمانہ میں بھی اس دختر کے لئے کئی غم کے امر پیش آئیں گے۔''
>
> (مجموعہ اشتہارات ص:۱۵۸ ج:۱)

> ''خدا نے مجھے بتلایا ہے کہ اگر کسی اور شخص سے اس لڑکی کا نکاح ہوگا تو نہ اس لڑکی کے لئے مبارک ہوگا اور نہ تمہارے لئے' ایسی صورت میں تم پر مصائب نازل ہوں گے جن کا نتیجہ موت ہوگا' تم تین سال کے اندر مر جاؤ گے اور ایسا ہی اس لڑکی کا شوہر بھی اڑھائی سال کے اندر مر جائے گا' یہ اللہ کا حکم ہے۔'' (آئینہ کمالات مشمولہ روحانی خزائن ص:۳۵۷ ج:۵)

مرزا غلام احمد قادیانی نے بذریعہ وحی یہ خبر دی کہ اگر محمدی بیگم کا نکاح کہیں اور ہوا تو اس گھر میں تفرقہ اور مصیبتیں آئیں گی۔ محمدی بیگم کا نکاح ہوا' اب دیکھئے تفرقہ اور مصیبتیں کس گھر پر آئیں؟

۱:...... مرزا غلام احمد قادیانی کے بیٹے فضل احمد کا گھر برباد ہوا' یہاں تفرقہ پڑا اور اس نے باپ کے کہنے پر بیوی کو طلاق دے دی۔

۲:...... مرزا غلام احمد قادیانی کے اپنے بیٹے سلطان احمد اور فضل احمد محروم الارث ہوئے اور انہیں عاق کیا گیا۔

۳:...... مرزا غلام احمد نے فضل احمد اور سلطان احمد دونوں کی والدہ کو طلاق دے دی اور وہ بے گھر ہوگئیں۔

اب آپ ہی فیصلہ کریں کہ تفرقہ کا یہ عذاب محترمہ محمدی بیگم کے گھر آیا یا مرزا غلام احمد قادیانی کا گھرانہ اس عذاب کی لپیٹ میں آیا؟

احمد بیگ نے مرزا غلام احمد قادیانی کی ان دھمکیوں کی بھی کوئی پروا نہ کی اور اپنی بیٹی کا نکاح ۷/ اپریل ۱۸۹۲ء کو بڑی دھوم دھام سے سلطان محمد سے کر دیا' ادھر مرزا غلام احمد کے گھر میں ماتم برپا تھا۔ مرزا غلام احمد قادیانی کے قریبی دوست تو بخوبی جانتے تھے کہ مرزا قادیانی نے خدا کے نام پر جتنی باتیں کہی ہیں' ان کی کوئی حقیقت نہیں' یہ سب مرزا غلام احمد قادیانی کے اپنے نفس کی خباثت ہے' جسے وہ خدا کے نام پر پیش کر رہا ہے لیکن قادیان کے نادان عوام کو کس طرح سمجھایا جائے کہ ان کے نبی کی آسمانی منکوحہ کسی اور کے نکاح میں دی جا چکی ہے اور خدا کے فیصلے غالب آچکے ہیں۔ مرزا غلام احمد قادیانی میں اتنی ہمت نہ تھی کہ وہ اپنی آسمانی منکوحہ کو سلطان محمد سے چھین سکے اور نہ اس کے کسی مرید میں یہ جرأت تھی کہ وہ اپنے نبی کی آسمانی بیوی کو کسی غیر کی منکوحہ ہونے سے روک سکے۔ مرزا غلام احمد قادیانی ذلت و حسرت کی تصویر بنا اپنی آسمانی منکوحہ کی رخصتی پر آنسو بہاتا رہا اور دانت پیستا رہا اور اس کے مریدوں کے منہ پر ان کی بے بسی اور شرمندگی صاف دکھائی دے رہی تھی۔

مرزا غلام احمد قادیانی نے اس نازک صورتحال کو دیکھتے ہوئے اعلان کیا کہ اسے خدا نے وحی کی ہے کہ اس بارے میں فکر کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے' یہ صحیح ہے کہ خدا نے اس کا نکاح آسمان پر تمہارے ساتھ ہی پڑھایا ہے (زوجنا کھا۔ انجام آتھم ص:۶۰) وہ تمہاری ہی منکوحہ ہے' اب اس دنیا میں اگر کوئی اسے اپنی منکوحہ بنا چکا ہے تو یہ اس کی عارضی منکوحہ ہوگی۔ یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ خدا اسے مرزا غلام احمد قادیانی کی منکوحہ بنائے اور کوئی دوسرا اسے لے اڑے' سو وقت آئے گا کہ اس آسمانی منکوحہ کا عارضی شوہر مرے گا اور خدا پھر اسے تمہارے پاس ہی لے آئے گا۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے پوری ڈھٹائی کے ساتھ یہ اعلان کیا اور اشتہاروں پر اشتہار شائع کئے تاکہ اس کی جماعت سے نکلنے والے قادیانی واپس آجائیں اور اسے اپنی آمدنی سے حصہ

برابر دیتے رہیں۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے خدا کے نام سے یہ اعلان کیا:

''خداتعالیٰ نے یہ مقرر کر رکھا ہے کہ وہ مکتوب الیہ (احمد بیگ) کی دختر کلاں (محمدی بیگم) کو ہر ایک روک دور کرنے کے بعد انجام کار اسی عاجز کے نکاح میں لاوے گا۔'' (مجموعہ اشتہارات ص:۱۵۸ ج:۱)

نوٹ: یہ اشتہار ۱۰/ جولائی ۱۸۸۸ء کا ہے' اس سے پہلے ۲۰/ فروری ۱۸۸۶ء کے اشتہار میں بھی مرزا غلام احمد قادیانی یہ لکھ چکا تھا:

''آخر وہ عورت اس عاجز کی بیویوں میں داخل ہوگی۔''

(مجموعہ اشتہارات ص ۱۰۲ ج:۱)

مرزا غلام احمد قادیانی نے ۲/ مئی ۱۸۹۱ء کو پھر ایک اشتہار شائع کیا' اس میں لکھا:

''اس عاجز نے بحکم والہام الٰہی یہ اشتہار دیا تھا کہ خداتعالیٰ کی طرف سے یہی مقدر اور قرار یافتہ ہے کہ وہ لڑکی اس عاجز کے نکاح میں آئے گی۔ خواہ پہلے ہی باکرہ ہونے کی حالت میں آجائے اور یا خدا تعالیٰ بیوہ کر کے اس کو میری طرف لے آوے۔'' (مجموعہ اشتہارات ص:۲۱۹ ج:۱)

قادیانیوں کو مرزا غلام احمد قادیانی کی بات پر یقین نہیں آ رہا تھا' وہ جاننا چاہتے تھے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کا خدا واقعی سچ بول رہا ہے؟ ۲۷/ ستمبر ۱۸۹۱ء کو مرزا غلام احمد قادیانی نے خدا کے نام پر یہ اعلان کیا کہ خدا نے کہا ہے کہ:

''تجھ سے پوچھتے ہیں کہ کیا یہ بات سچ ہے؟ کہہ: ہاں مجھے اپنے رب کی قسم ہے یہ سچ ہے اور تم اس بات کو وقوع میں آنے سے نہیں روک سکتے' ہم نے خود اس سے تیرا عقد باندھ دیا ہے' میری باتوں کو کوئی بدل نہیں سکتا۔'' (مجموعہ اشتہارات ص:۳۰۱ ج:۱)

مرزا غلام احمد قادیانی جہاں یہ دیکھتا کہ اس کے اپنے لوگ اس کی بات پر اعتبار نہیں کر رہے ہیں اور آہستہ آہستہ اس کی جماعت کو چھوڑ رہے ہیں تو وہ فوراً خدا کے نام سے ایک اعلان سنا دیتا۔ ۶/ ستمبر ۱۸۹۴ء کو اس نے پھر سے ایک اشتہار شائع کیا اور لکھا:

''خدا اس کو پھر تیری طرف لائے گا یعنی آخر وہ تیرے نکاح میں آئے گی اور خدا سب روکیں درمیان سے اٹھا دے گا' خدا کی باتیں ٹل نہیں سکتیں۔'' (ایضاً ص:۱۴ ج:۲)

''انہی دنوں کسی نے مرزا غلام احمد قادیانی سے مذاق میں کہہ دیا کہ آپ کی آسمانی منکوحہ زندہ نہیں رہی' اس لئے اب تو امید چھوڑ دیجئے۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے کہا کہ مذاق مت کرو' مجھے معلوم ہے کہ وہ عورت زندہ ہے اور آخرکار یہ میری ہوکر رہے گی۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے ضلع گورداسپور کی عدالت میں جو حلفیہ بیان دیا ہے' اس میں بھی اس کی جھلک پائی جاتی ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے کہا کہ وہ عورت زندہ ہے' وہ میرے نکاح میں ضرور آئے گی' یہ خدا کی باتیں ہیں' ٹلتی نہیں ہوکر رہیں گی۔''

(بیان از منظور الٰہی قادیانی ص:۲۲۵)

جوں جوں محمدی بیگم کی شادی کے دن بڑھتے جا رہے تھے' مرزا غلام احمد قادیانی کی پریشانی بھی دن بدن بڑھ رہی تھی' اس کے مرید اس سے بدظن ہو رہے تھے' مگر مرزا غلام احمد قادیانی محمدی بیگم کی محبت اور اس کی طلب میں اس قدر دیوانہ ہوگیا تھا کہ اسے کسی بات کا ہوش نہ تھا' جب بھی اس مسئلہ کا تذکرہ ہوتا تو مرزا غلام احمد قادیانی فوراً کہہ دیتا کہ اسے خدا نے بتادیا ہے کہ یہ عورت آخرکار اس کی ہوکر رہے گی۔ مرزا غلام احمد قادیانی کا یہ بیان دیکھئے:

''میں نے بڑی عاجزی کے ساتھ خدا سے دعا کی تو اس نے مجھے الہام کیا کہ وہ بیوہ کی جائے گی اور پھر اس کو ہم تیری طرف لائیں گے اور کوئی اس کو روک نہ سکے گا۔'' (کرامات الصادقین مشمولہ روحانی خزائن ص:۱۶۲ ج:۷)

مرزا غلام احمد قادیانی کی مذکورہ تصریحات اور پھر اس کی تشریحات سے یہ بات واضح ہے کہ محترمہ محمدی بیگم کی شادی ہوجانے کے باوجود مرزا غلام احمد قادیانی نے اس خاتون کی آبرو کا کوئی خیال نہیں کیا اور سالہا سال تک ایک نامحرم خاتون کی عزت کو اچھالنے کا مشغلہ جاری رکھا۔ آپ ہی بتائیں کہ کیا مرزا غلام احمد قادیانی کو اس کی اجازت تھی کہ وہ کسی کی منکوحہ کے بارے میں بار بار یہ اشتہار شائع کرے کہ وہ میری بیوی بنے گی' میرے گھر آئے گی' اس کا شوہر مرے گا' وہ میری ہی منکوحہ ہے' کچھ ہی ہوجائے اسے میرے ہی پاس آنا ہے۔ ہر شریف آدمی اس قسم کی باتیں کرنے والے شخص کو بڑا بے شرم آدمی کہتا ہے مگر افسوس کہ قادیانیوں نے اسے خدا کے نبی کا درجہ دے رکھا ہے۔ چہ نسبت ناپاک را بعالم پاک۔

☆☆............☆☆

اخبار عالم پر ایک نظر

سب سے زیادہ کلیدی آسامیاں شدت پسند قادیانیوں کے سپرد کی گئی ہیں۔ کلیدی اور حساس عہدوں پر براجمان قادیانی سرکاری وقومی خزانہ سے قادیانیت کی تبلیغ کر رہے ہیں: ختم نبوت کانفرنس چیچہ وطنی سے مقررین کا خطاب

چیچہ وطنی (پ ر) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام ۱۸/ جون کو مدینہ مارکیٹ ریلوے روڈ چیچہ وطنی میں نویں سالانہ ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی جس کی صدارت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ضلعی ناظم اعلیٰ قاری عبدالجبار نے کی۔ کانفرنس سے شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا، مولانا محمد احمد لدھیانوی، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا شاہنواز فاروقی، مولانا عبدالحکیم نعمانی، مولانا محمد ارشاد اور حافظ محمد اصغر عثمانی نے خطاب کیا۔ مقررین نے کہا کہ قانون توہین رسالت پر نظرثانی کرنے والے اپنے ایمان کی خیر منائیں۔ امریکا سمیت دنیا کی کوئی طاقت توہین رسالت کے قانون اور حدود آرڈیننس کو ختم نہیں کر سکتی۔ حکومتی ارکان اس طرح کے طے شدہ امور کو چھیڑ کر آگ سے کھیل رہے ہیں۔ موجودہ حکومت میں قادیانیت وعیسائیت نواز این جی اوز کی مکمل پشت پناہی ہو رہی ہے۔ سب سے زیادہ کلیدی آسامیاں شدت پسند قادیانیوں کے سپرد کی گئی ہیں۔ کلیدی اور حساس عہدوں پر براجمان قادیانی سرکاری وقومی خزانہ سے قادیانیت کی تبلیغ کر رہے ہیں۔ قادیانی اوقاف کو حکومتی تحویل میں لیا جائے، شناختی کارڈ میں مذہب کے خانہ کا اضافہ کیا جائے۔ امریکی ویورپی ایجنڈے کی تکمیل کے لئے ہمارے حکمران ملک کو خانہ جنگی کی طرف لے جا رہے ہیں۔ قادیانیت وعیسائیت نوازی بند کی جائے۔ شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا نے کہا کہ قادیانیت تباہی کے دہانے پر پہنچ چکی ہے، ہزاروں قادیانی حلقہ بگوش اسلام ہو کر قادیانیت کے ارتداد و کفر پر مہر تصدیق ثبت کر چکے ہیں۔ مولانا محمد احمد لدھیانوی نے کہا کہ ناموس رسالت، اور دفاع صحابہ کرامؓ کے لئے اکابرین ختم نبوت کی دینی و ملی اور تحریکی خدمات تاریخ کے ماتھے کا جھومر ہیں۔ بیرونی آقاؤں کو خوش کرنے کے لئے موجودہ حکومت توہین رسالت کے قانون اور دیگر اسلامی دفعات کو ختم کرنے کے درپے ہے۔ اسلامیان پاکستان ان اسلام وملک دشمن سازشوں کو ہرگز کامیاب نہیں ہونے دیں گے۔ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے کہا کہ اقلیتوں کا تحفظ اس میں ہے کہ توہین رسالت کا قانون برقرار رہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ گستاخان رسول کو عوام کے نہیں بلکہ قانون کے سپرد کیا جائے۔ مولانا شاہنواز فاروقی نے کہا کہ اگر توہین رسالت کے قانون اور حدود آرڈیننس میں کسی قسم کی ترمیم کی گئی تو اسلام آباد کی طرف لانگ مارچ کریں گے اور پارلیمنٹ کا زبردست محاصرہ کیا جائے گا۔ متحدہ مجلس عمل کے ارکان ان گھناؤنی سازشوں کے خلاف عالمی میڈیا پر صدائے احتجاج بلند کریں۔ مولانا عبدالحکیم نعمانی نے کہا کہ سی بی آر، انٹیلی جنس، پی آئی اے اور انکم ٹیکس کے محکموں سمیت سول اور فوج کے تمام عہدوں سے قادیانیوں کو فی الفور برطرف کیا جائے، کلیدی عہدوں پر براجمان سکہ بند قادیانی ملک کی نظریاتی سرحدوں اور ملکی سلامتی کے لئے خطرہ ہیں۔ مولانا محمد ارشاد نے کہا کہ ناموس رسالت کا مشترکہ پلیٹ فارم قادیانیوں کی آنکھوں میں خار بن کر کھٹکتا ہے۔ اتحاد امت کا شیرازہ بکھیرنے کے لئے قادیانی فرقہ واریت کو ہوا دے رہے ہیں۔ روشن خیالی اور اعتدال پسندی کے نام پر اسلام کے بنیادی نظریات کو مسخ کیا جا رہا ہے۔ یورپی میڈیا اسلام اور پاکستان کے خلاف زہریلا پروپیگنڈا بند کرے۔ حافظ محمد اصغر عثمانی نے کہا کہ ہم ملک میں امریکی وقادیانی راج نہیں چلنے دیں گے۔ آزاد قوموں کو جبر وتشدد کے ذریعہ غلام نہیں بنایا جا سکتا۔ حکومت قادیانیوں کی ارتدادی سرگرمیوں کا سختی سے نوٹس لے اور امتناع قادیانیت آرڈیننس پر تسلی بخش عملدرآمد کرائے۔ کانفرنس میں شرکت کے لئے چیچہ وطنی کے گردونواح کے دیہاتوں سے قافلوں کی صورت میں کارکنان ختم نبوت آئے۔ چیچہ وطنی کی تاریخ کا یہ ایک مثالی اجتماع تھا۔ قاری زاہد اقبال، حاجی محمد ایوب، مولانا کفایت اللہ حنفی اور مولانا عبدالباقی سمیت تمام سرگرم کارکنوں نے شب و روز محنت کر کے کانفرنس کو کامیاب بنانے میں اہم کردار ادا کیا۔ الحمدللہ! کانفرنس ہر لحاظ سے کامیاب رہی۔

کانفرنس میں منظور ہونے والی قراردادیں درج ذیل ہیں:

☆...... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا یہ عظیم الشان اجتماع حضرت مولانا مفتی نظام الدین شامزی شہید کے بہیمانہ قتل کی پُرزور مذمت کرتے ہوئے حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ حضرت مفتی صاحب کے قاتلوں کو بے نقاب کرکے کیفر کردار تک پہنچایا جائے۔

☆...... تعلیمی بورڈ کو آغا خان فاؤنڈیشن کی تحویل میں دینے کا فیصلہ فی الفور واپس لیا جائے۔

☆...... یہ اجتماع حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ حکومت قادیانی اوقاف کو اپنی تحویل میں لے جیسا کہ مسلمانوں اور دوسرے غیر مسلموں کے اوقاف تحویل میں لے گئے ہیں۔

☆...... شناختی کارڈ میں مذہب کے خانے کا اندراج کیا جائے۔

☆...... یہ اجتماع توہین رسالت کے قانون اور حدود آرڈیننس کے بارے میں نظر ثانی کے حکومتی بیانات کی شدید مذمت کرتے ہوئے یہ باور کرانا چاہتا ہے کہ اگر توہین رسالت کے قانون اور اسلامی دفعات کو ختم کیا گیا تو پھر اسلامیان پاکستان غازی علم الدین شہید کے کردار کو دہرائیں گے۔

☆...... ملک میں بڑھتی ہوئی مہنگائی' دہشت گردی اور علمائے کرام کے ساتھ امتیازی سلوک بند کیا جائے۔

☆...... چک نمبر 6,11-L,30/11-L اور چک نمبر 37 قبراں والی میں قادیانی لٹریچر کی تقسیم بند کی جائے اور قادیانیوں کی جانب سے اپنی عبادت گاہوں کو مساجد کی طرز پر تعمیر کی روک تھام کی جائے۔

☆...... چناب نگر سمیت پورے ملک میں امتناع قادیانیت آرڈیننس پر عملدرآمد کرا کے ان کی ارتدادی سرگرمیوں کو کنٹرول کیا جائے۔

مولانا محمد رمضان آزاد کے تبلیغی دورے

ماتلی (پ ر) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ماتلی سٹی کے امیر مولانا محمد رمضان آزاد نے ۱۴/مئی بروز جمعۃ المبارک کو گاؤں ملصت نظامانی میں' ۲۱/مئی بروز جمعۃ المبارک کو گاؤں کالر وموری میں' ۲۸/مئی جمعۃ المبارک کو کبریا مسجد ماتلی میں' ۱۱/جون جمعۃ المبارک کو کریماں مسجد ماتلی میں' ۱۸/جون جمعۃ المبارک کو میمن مسجد ماتلی میں بیان کیا جبکہ ۲۵/جون کو الشفاء مسجد ماتلی میں خطاب کیا۔ اس موقع پر انہوں نے کہا کہ نبوت کسبی نہیں بلکہ وہبی ہوتی ہے یعنی اپنی مرضی سے کوئی شخص نبی نہیں بن سکتا چاہے اللہ تعالیٰ کی کتنی ہی عبادت کرلے۔ نبوت اسی کو ملتی ہے جس کو اللہ چاہے۔ ولایت کسبی ہوسکتی ہے' جو بھی بندہ اللہ تعالیٰ کے احکام اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقوں کو اپنالے اور خلوص نیت سے عبادت اور شرعی احکام کی پابندی کرے تو انشاء اللہ وہ ولی کا رتبہ حاصل کرلے گا' لیکن نبوت خالصتاً وہبی ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جب بھی کسی انسان کو نبوت سے سرفراز فرمایا تو ایک کامل انسان کو یہ درجہ عطا فرمایا' یعنی اس کی صورت بھی بے عیب ہو' اس کی سیرت بھی بے عیب ہو اور اس کا کردار بھی بے عیب ہو۔ جب ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو عمر مبارک کے چالیس سال پورے ہونے پر اللہ تعالیٰ نے نبوت عطا فرمائی اور بعدازاں اس کا اظہار کرنے کو کہا تو آپؐ نے پہاڑی پر کھڑے ہوکر تمام قبیلہ والوں کو آواز دے کر جمع کیا اور پھر ان سے اپنی صورت' اپنی سیرت اور اپنے کردار کے بارے میں معلوم کیا تو اس وقت کے بڑے بڑے کافروں سمیت سب نے اقرار کیا کہ آپ کی صورت بھی بے داغ ہے' آپ کی سیرت بھی بے داغ ہے اور آپ کا کردار بھی بے داغ ہے' آپ امین ہیں' آپ صادق ہیں' آپ باحیا ہیں' جب انہوں نے آپ کو ایک مکمل اور اچھا انسان تسلیم کرلیا تو پھر آپؐ نے اپنا دعویٰ پیش کیا کہ کہو: ''لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔'' انہوں نے اپنے خطاب میں آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے خاتم النبیین ہونے کے دلائل میں متعدد آیات اور احادیث پڑھ کر سنائیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں خاتم النبیین ہوں' میرے بعد کوئی نیا نبی نہیں آئے گا' حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا دوبارہ نزول ہوگا' آسمان پر اٹھائے جانے سے پہلے وہ باشریعت عیسوی نبی تھے' لیکن آپ کا دوبارہ نزول بحیثیت امتی یعنی امت محمدیہ کے تحت ہوگا اور آپ کا عمل شریعت محمدی کے تحت ہوگا۔ جب اللہ تعالیٰ نے انبیائے کرام علیہ الصلوٰۃ والسلام سے میثاق لیا تھا کہ آخر زمانہ میں میرا پیارا نبی آئے گا جو تم سب کی تصدیق کرے گا اور جو کچھ تم پر نازل کیا اس کی تصدیق کرے گا' تو تم اس پر ایمان لانا اور اس کی مدد کرنا' اس لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا دوبارہ نزول ہوگا تو وہ نصرت شریعت محمدیؐ کے لئے ہوگا تاکہ اس میثاق والے وعدہ پر عمل ہوجائے' اس لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آنے سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے پر کوئی حرف نہیں آئے گا۔ انہوں نے کہا کہ مسلمانوں کا بچہ بچہ ناموس رسالت (صلی اللہ علیہ وسلم) کے دفاع و تحفظ کے لئے کٹ مرنے کے لئے تیار ہے۔ آخر میں مولانا آزاد نے شیزان کی موضوعات کی مضرت سے لوگوں کو آگاہ کیا اور ان سے شیزان کی تمام مصنوعات کا بائیکاٹ کرنے کا وعدہ لیا۔

REGD. NO. SS-160

کیا آپ نے کبھی غور کیا؟

قادیانی

ہمارے نوجوانوں کو ورغلا
کر مُرتد بنا رہے ہیں
اس مقصد کے لئے
وہ کروڑوں روپے پانی کی طرح بہا رہے ہیں

جب آپ حق پر ہیں تو

آپ نے ناموسِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم اور عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے کیا انتظام کیا؟
کیا یہ آپ کی ذمہ داری نہیں کہ قادیانیوں کی خطرناک سرگرمیوں کے بارے میں معلومات حاصل کریں؟
اگر ہے تو آج ہی ملّت اسلامیہ کے بین الاقوامی ہفت روزہ

ہفت روزہ
ختمِ نبوّة

کا مطالعہ کیجئے

خوبصورت ٹائیٹل
کمپیوٹر کتابت
عمدہ طباعت

ہر جمعہ کو پابندی
سے شائع ہوتا ہے

ختمِ نبوّة

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کی بھرپور نمائندگی کرتا ہے اور مجلس کے پیغام کو دنیا کے کونے کونے میں پہنچاتا ہے، جس میں سیرتِ رسولِ آخرینؐ، سیرتِ الصحابہؓ، دینی و اصلاحی مضامین شائع کیے جاتے ہیں مرزائیت کا بھی جدید انداز میں تجزیہ کیا جاتا ہے

یہ ہفت روزہ امریکہ، برطانیہ، اسپین ماریشس، جنوبی افریقہ، سعودی عرب، نائیجیریا، قطر، بنگلہ دیش، آسٹریلیا اور دنیا کے کئی دیگر ملکوں میں جاتا ہے۔

تعاون کا ہاتھ بڑھائیے

خریدار بنیئے — بنائیے
اشتہارات دیجئے
مالی امداد فراہم کیجئے

اِنشاءاللہ اِس میں دُنیا و آخرت کا فائدہ ہے